اپیل

بنام

1- محترم جناب صدرِمملکت صاحب، اسلامی جمہوریہ پاکستان، ایوان صدر، اسلام آباد (زیر آرٹیکل 267 آئین پاکستان 1973ء)۔

2- محترم جناب چیف جسٹس وجسٹس صاحبان، سپریم کورٹ آف اسلامی جمہوریہ پاکستان، اسلام آباد (زیر آرٹیکل (3)184 آئین پاکستان 1973ء)۔

3- قابلِ تعظیم وفاقِ اسلامی جمہوریہ پاکستان، اسلام آباد۔

4- واجب الاحترام الیکشن کمیشن آف پاکستان، اسلام آباد۔

5- محترم جناب چیف جسٹس وممبران صاحبان، شریعت کورٹس (زیر آرٹیکل D-203 آئین پاکستان 1973ء)۔

6- محترم جناب چیف جسٹس وجسٹس صاحبان، عدالت ہائے عالیہ، بلوچستان، کے پی کے، پنجاب، سندھ ہائیکورٹس (زیر آرٹیکل 199 آئین پاکستان 1973ء)۔

7- محترم جناب سربراہان صاحبان، سول وعسکری ادارہ جات (ریاستی مشینری)۔

8- محترم جناب ممبران وعہدیداران صاحبان (ایوان ہائے زیریں وبالا) سینٹ وقومی وصوبائی اسمبلیز۔

9- محترم جناب سابقہ وحالیہ ممبران وعہدیداران صاحبان، جملہ سیاسی ومذہبی واقلیتی پارٹیز۔

10- واجب الاحترام عوام النّاس اسلامی جمہوریہ پاکستان (زیر آرٹیکل D-203 آئین پاکستان 1973ء)۔

11- واجب الاحترام تنظیم ہائے خواتین، مخنث/خواجہ سرا صاحبان۔

12- محترم جناب صدور صاحبان، پاکستان بار، صوبائی بارز، ڈسٹرکٹ وتحصیل بار ایسوسی ایشنز بلوچستان، کے پی کے، پنجاب اور سندھ۔

13- قابلِ احترام سربراہان وممبران وعہدیداران صاحبان وآئمہ واساتذہ کرام، تعلیمی ادارہ جات وپیشہ ورانہ وکاروباری تنظیم ہائے۔

14- قابلِ احترام جملہ میڈیا ہاؤسز مالکان واعزازی ومستقل ممبران وعہدیداران ابلاغ عامہ وپریس کلبز۔

عنوان: **<u>خالصتاً عوام النّاس کے وسیع تر مفادِ عامہ، حقوق وفرائض اور نظریۂ پاکستان کے حصول کی خاطر غیر معمولی اہمیت کی حامل اپیل ہذا (رٹ پٹیشن) بمراد کرائے جانے استصوابِ رائے (ریفرنڈم) بسلسلہ نفاذِ "اسلامی نظامِ اجتماعیہ/ نظامِ ربوبیت" تجویز کردہ پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی)، زیر آرٹیکل (6)48 آئین پاکستان 1973ء، جس کی تائید دستور ہذا کے آرٹیکل نمبران: 3، 8، 17، 25، 31، 34، 36، 38، (6)48، (f)(e)(d)62، (D)(A)203، 227، 229، 230 اور 267 بمعہ شیڈول-III وغیرہ بھی کر رہے ہیں۔</u>**

جناب عالیان!

درخواست گزار حسبِ ذیل عرض پرداز ہے:-

1- یہ کہ متدعی کے پاس انفرادی حالات کے پیشِ نظر سردست بذریعہ ڈاک اپیل ہذا پوسٹ کرنے کے علاوہ کوئی دیگر مؤثر دادرسی (Efficacious Remedy) میسّر نہ ہے۔ لیکن خالصتاً عوام النّاس کے وسیع تر مفادِ عامہ، حقوق وفرائض اور نظریۂ پاکستان کی حامل موجودہ غیر معمولی اہمیت کی حامل اپیل ہذا (آئینی رٹ پٹیشن) دائر کر کے **آئینِ پاکستان 1973ء کے آرٹیکلز** پر مبنی حسبِ ذیل اسباب/ وجوہات (Grounds) تحریر کر رہا ہوں جن کی روشنی میں جامع استفسارات کیے جا رہے ہیں جو رہنمائی وحل تجویز فرمائے جانے کے متقاضی ہیں جس کیلئے دینِ اسلام کی روشنی میں جملہ فریقین کا اجلاس بلوا کر **اسلامی نظامِ اجتماعیہ کے نفاذ** کی نسبت فوری فیصلہ کیا جانا ہم سب پر واجب ہے۔ کیونکہ مروجہ باطل نظام میں **"عوام اور اسلام"** کا بدترین استحصال جاری ہے جس کا سختی سے روکا جانا لازم ہے۔ اسلامی نظام کی عدم موجودگی میں وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم کے سبب متوسط وغریب مسلم وغیر مسلم کے بنیادی انسانی حقوق بُری طرح متاثر ہو رہے ہیں۔ جبکہ اقتدار میں شمولیت اختیار کرنا ہر شہری کا بنیادی حق ہے جو مروجہ نظام میں صرف امیروں کی حد تک محدود ہو کر رہ گیا ہے۔

(جاری ہے---P/2)

ایسے ظالمانہ نظام میں ہر چھوٹا بڑا اپنے اپنے مفاد کی خاطر ایک دوسرے کو بُری طرح استعمال کر رہا اور ہو رہا ہے جسے انقلابی اقدامات کے تحت قبول صورت بغاوت کے ذریعہ یکسر بدلنا ہوگا جو عین احکامِ الٰہی اور سنتِ رسولؐ ہوگا۔ کیونکہ اگر اُس وقت کے مروجہ نظام کا حصہ بن کر ہی اُسے بدلنا ہوتا تو آپؐ ابوجہل کی حکومتی پیشکش رد نہ کرتے۔ تبدیلی کی کوشش کیلئے **"اب یا کبھی نہیں"(Now or Never)** کے تحت **Divide & Rule** کی بجائے **Unite & Rule** کا اصول اپنانا ہوگا، تا کہ ملکی سطح پر عوام کا ایک **تنظیمی ڈھانچہ** قائم ہو سکے جس کے تحت وہ **طاقت کا اصلی محور یعنی اقتدار کے ساتھ اختیار کی حامل اصل مقتدرِ اعلٰی (Establishment)** کا کردار ادا کر کے نہ صرف عوام اپنی عزت اور وقار بحال کر سکیں، بلکہ ریاست کے اوپر اور اندر اسٹیٹس اور نان اسٹیٹ لشکروں (ایکٹروں) اور گروہوں کی ریاستوں کا بھی خاتمہ ہو سکے اور قانون مکڑی کا وہ جالا ثابت نہ ہو جس میں کیڑے مکوڑے تو پھنس جائیں مگر بڑے جانور اسے پھاڑ کر نکل جائیں۔

2- یہ کہ درخواست دہندہ نے قوائد کی رو سے الیکشن کمیشن آف پاکستان آفس میں ایک سیاسی پارٹی **''پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی۔ٹی۔آئی)''** بروئے رجسٹریشن نوٹیفکیشن نمبری No.F-2(38)/2016-Confd. dated 10th May, 2017 رجسٹرڈ کروائی ہے جو سرکاری Gazette کا حصہ ہے اور اس کا ڈیٹا الیکشن کمیشن آف پاکستان کی سرکاری ویب سائیٹ www.ecp.gov.pk پر PARTIES & CANDIDATES کے عنوان سے List of political parties enlisted with ECP کے صفحات پر Upload کیا جا چکا ہے۔ مستدعی نے پارٹی ہذا کی بنیاد بطور مصنّف 1991 ئسے شعوری اقدامات اٹھاتے ہوئے 2009ء میں **'اشاعت شدہ'** حکومت پاکستان کے کاپی رائٹس کی نسبت قائم ادارہ IPO سے سرٹیفائیڈ، اپنی پہلی کتاب **''کیا یہ ممکن ہے''** کی صورت میں رکھی ہے جس کے اولین مآخذ قرآن و سنّت ہیں جن کی مدد و معاونت سے وضع کردہ نئے مجوزہ عمرانی نظام کی اساس پر DistinguishTitle / Domain کے ساتھ **''Unite & Rule'' کو فروغ** دینے کی خاطر **قومی و نظریاتی پارٹی** اپنے ہم خیال پاکستانیوں کے ساتھ مل کر تشکیل دی ہے جس کی جھلک جماعت کے **''مونوگرام''** میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ جس کا شرف پاکستان میں موجود کسی دیگر پارٹی کو حاصل نہ ہے اور اس کا سات رنگوں پر مشتمل **امن کا عکاس ''جھنڈا''** Hatred/Violence جیسے انسان دشمن رویوں کے خلاف عوام کے جملہ طبقات کی ترجمانی کرتے ہوئے اصلاح کا داعی ہے جس کا ایک Emblem/Motto **''اقتدار میں عوام- انصاف بن دام-احتساب سرعام''** ہے۔ پارٹی کا ڈیٹا اس کی ویب سائیٹ **www.ijtihad.org.pk** پر بتدریج Uploaded کیا جا رہا ہے۔

3- یہ کہ بلاشبہ آئین پاکستان 1973ء اسلامی نظام کے نفاذ کی یقین دہانی کرواتا ہے تا کہ پاکستان کا ہر خاص و عام شہری بلا امتیاز اقتدار میں حصہ لے سکے اور بنیادی سہولتوں سے مستفید ہو سکے جو کہ مروجہ نظام میں ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم سے معاشی ابتری انتہا درجے کی پھیلی ہوئی ہے جس کی وجہ سے امن عامہ کے مسائل، عدل و انصاف کے فطری تقاضے پورے نہ ہونا اور صحت و تعلیم کا معیاری و مساوی بنیادوں پر میسّر نہ ہونے سے بدترین صورتحال کا سامنا ہے۔ فرمایا ''اگر انسان اللہ کی اُتاری ہوئی ہدایت سے اعراض کرے گا تو اُس پر تنگیٔ وسائل کی 'معیشت ضنکا' مسلط کر دی جائے گی (سورہ طٰہ) جس میں عوام کو بنیادی حقوق ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسلامی فلاحی نظام کا نفاذ لازم و ملزوم ہو چکا ہے جس کی صراحت و یقین دہانی دستورِ پاکستان 1973ء کے آرٹیکلز میں کر دی گئی ہے جن کا حوالہ حسبِ ذیل اسباب/ وجوہات (Grounds) میں دیا جا رہا ہے **جن سے تطبیق شدہ پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) کے وضع کردہ اسلامی نظام کے خدوخال منضبط کر دیئے ہیں جو تلخیصاً اپیل ہذا میں درج کیے جا رہے ہیں جن کی تفصیل پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) کے منشور و دستور پر مبنی 58 صفحات پر مشتمل لف مطبوعہ میگزین میں موجودہ دور کے حالات، نازک تاریخی نظائر و مسائل اور امکانات کا لحاظ رکھتے ہوئے مجوزہ نظام کی صورت میں پیش خدمت ہے۔**

(جاری ہے---P/3)

4- لہذا آپ سمیت تمام اہلِ وطن سے انتہائی مؤدبانہ التماس کی جاتی ہے کہ آئینِ پاکستان 1973ء کی رو سے حسبِ ذیل قانونی اسباب/ وجوہات (Grounds) کی بناء پر بحیثیتِ انسان ومسلمان اورایک ہمدرد پاکستانی ہونے کے ناتے عوام سے استصواب رائے کروائے جانے میں اپنا کردار ادا کریں اور جہاں جن کی صوابدید میں ممکن ہو حکم صادر فرمایا اور عمل کروایا جائے؛

اسباب/وجوہات-(GROUNDS):

ا۔ یہ کہ آئینِ پاکستان کی **تمہید** میں اصولِ جمہوریت کے تحت آزادی ومساوات کے ساتھ **اقتدار میں غریب عوام** کی اکثریت کی **شمولیت** کی یقین دہانی کروائی گئی ہے جس کے منافی **ایکٹ 2017**ء کی بعض خلافِ آئین ومتنازعہ دفعات منظور کرکے آئین شکنی کی گئی ہے۔ کیونکہ آئین کی منشاء تمام قومیتوں کے مفادات کو ہم آہنگ بنانے کیلئے سماجی، اقتصادی اور سیاسی عدل کا اہتمام لازم ہے۔ یعنی اسلامی تعلیمات کے مطابق دستورِ مملکت میں سماجی عدل، بنیادی حقوق کی ضمانت، بلاامتیاز برابری کے مواقع مہیا کرنے کی آزادی سے اقلیتوں کے مفادات کا تحفظ بھی یقینی ہوجائے گا جو **آئین کے آرٹیکل 36** کی تکمیل ہوگی جس کے تحت اقلیتی وپسماندہ اور متوسط طبقات کو سیاسی، اقتصادی اور معاشرتی تحفظ دینے کا یقین دلایا گیا ہے، **تاکہ "عوام"** امن اور ترقی و خوشحالی میں اپنا حصہ ڈال سکیں اور **"ایک نئے نظام کے ذریعے"** طبقاتی تفریق کے بغیر مساواتِ انسانی پر مبنی معاشرہ (Egalitarian Society) تشکیل دے کر اسلامی اصول وسماجی انصاف کا قیام عمل میں لانے کے قابل ہوسکیں۔

ب۔ یہ کہ آئینِ پاکستان کے **ابتدائیہ** میں بھی بلاتفریق سماج کے قیام کو مزید تقویت دیتے ہوئے پاکستان کے پسماندہ علاقوں کے غریب عوام پر مشتمل فیڈریشن آف اسلامی جمہوریہ پاکستان بنانے کا احاطہ کیا گیا ہے اور **آئین کے آرٹیکل 03** کے مطابق ہمہ قسم استحصال کا خاتمہ کرنے کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔ اس امر کی تائید **آرٹیکل 08** بھی کرتا ہے **جس میں** بنیادی حقوق کے منافی دولتمندوں کی خاطر بنائے جانے والے امتیازی قوانین کالعدم قرار دے کر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی غالب (مگر) غریب وپسماندہ عوام کی اکثریت کے حقوق سلب یا کم نہ ہونے کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔ جبکہ **آرٹیکل 17** کے تحت ہر غریب شہری جن کی ملک میں اکثریت ہے اُنہیں سیاسی طور پر جماعت بندی کے تحت ملک کے وسیع تر مفاد کی خاطر متحرک کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے تاکہ سرمایہ کا عمل دخل نہ ہونے سے محروم طبقات اقتدار کی کلید بن سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ **آرٹیکل 25** کے تحت شہریوں کو حقوق کی برابری اور مساوات کا حقدار ٹھہرایا گیا ہے جو عین اسلامی شعائر ہے۔ جبکہ **آرٹیکل 31** کے تحت اسی صورت میں اسلامی طریقہ زندگی فروغ پاسکتی ہے جب مساجد کی باقاعدہ تنظیم ہوگی اور قوانین ملکی آبادی کی اکثریت پر مشتمل غریب ومتوسط **عوام پرور** ہونگے۔

پ۔ یہ کہ **آرٹیکل 34** کے تحت قومی زندگی کے تمام شعبوں میں **خواتین کی شمولیت** پر زور دیا گیا ہے۔ جبکہ مروجہ غیر اسلامی نظام کے ہوتے ہوئے ہمارے معاشرے میں متوسط وغریب طبقہ کی عورتیں مردوں کے تابع اقتصادی طور پر محتاج بنادی گئی ہیں اور ان کے مرد حضرات بھی بیروزگاری ودیگر وجوہات کے سبب معاشی مشکلات کا شکار ہیں جو لاکھوں روپے ادا نہ کرسکنے کی بناء پر سیاسی جماعت بنانے سے محروم رہ کر قومی دھارے میں نہیں آسکتے۔ اس طرح **آرٹیکل 38** کے منافی اُٹھائے گئے بعض اقدامات سے معاشی عدم تحفظ کا شکار ہونے والے مرد اور خواتین کو سیاسی جماعت سازی کے عمل سے بالفعل باہر رکھ کر عوامی اکثریت کو قیادت کرنے سے محروم کرکے 'سرمایہ دار واشرافیہ طبقہ' کی اقلیت کو اکثریت پر حکمرانی کرنے کا راستہ ہمیشہ کیلئے ہموار کردیا ہے جو بادی النظر میں آئین شکنی (غداری) ہے، جس کا عملی اظہار **ایکٹ 2017**ء میں جماعت سازی کیلئے بالخصوص دولاکھ روپے کی شرط لاگو کرکے کیا گیا ہے جس سے صرف مالداروں ہی کو سیاسی میدان میں قیادت کرنے کا موقع ملا ہے، تاکہ غریب عوام محض ووٹ ڈالنے تک محدود رہ جائیں۔ **یہ ایک امتیازی اور کالا قانون ہے**

(جاری ہے---P/4)

جوصرف اورصرف اشرافیہ کی نمائندہ برسراقتدار پارٹیوں کی ملی بھگت کا شاخسانہ ہے جنھوں نے اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کی خاطر غریب عوام کو ملکی سیاست سے عملاً باہر کرنے کیلئے لاکھوں روپے سیاسی پارٹی رجسٹریشن کروانے جیسی امتیازی شقیں منظور کی ہیں جسے بدقسمتی سے عدلیہ نے بھی برقرار رکھا ہے جو بلاشبہ آئین پاکستان سے یکسر متصادم ہونے کے ناتے قابل رد ہے۔ جبکہ صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے اُمیدواروں کی پانچ اور دس ہزار روپے سے بڑھا کر بیس اور تیس ہزار روپے فیس نافذ کر کے غریبوں کیلئے ایوانوں کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور کرپشن کا راستہ کھول دیا ہے۔ ایسے امتیازی قوانین کے ذریعہ ہر شعبہ میں موجود اشرافیہ اپنے مفادات کے حق میں پالیسیاں اور قوانین بنا کر غریب عوام کا استحصال کرتے رہیں گے اور غریب عوام محض ووٹر ہی رہیں گے جو **آرٹیکل 36** کی رو سے عوام سمیت اقلیتوں کے ساتھ بھی ناانصافی ہے۔ کیونکہ **آرٹیکل 227** کے تحت ایسا کوئی قانون وضع نہیں کیا جا سکتا جو غریب پروری کرنے والے قرآن وسنت کے احکامات کے منافی ہو۔ اس لئے 58 صفحات پر مشتمل پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) کے تجویز کردہ ''یک جماعتی'' **دستور اور منشور** پر مبنی **'اسلامی نظام'** کے نفاذ کیلئے قوم سے فوری رائے دہی کی خاطر **''ہاں یا ناں''** کی صورت میں حاکمِ وقت سے **آئین پاکستان کے آرٹیکل (6)48** کے تحت استصواب رائے کرانے کا مطالبہ کرنا آئین وقانون اور **'نظریۂ پاکستان'** کا مظہر ہے جس پر فرض سمجھ کر لازماً عمل کروانا عوام سمیت ریاست کی تمام اکائیوں کی آئینی ودینی ذمہ داری ہے۔ جبکہ آئین پاکستان کی رو سے صدر مملکت، زیریں و بالا ایوانوں، تمام گورنرز اور ہر صوبائی اسمبلی سمیت ہیئت ہائے مجاز **"اسلامی نظام"** کے نفاذ کا مطالبہ کرنے میں ناکام رہے جنھیں اس نسبت اپنے فرائض بروئے کار لانے ہوں گے جس کا اظہار **"پیغام پاکستان"** کی صورت میں **"قومی بیانیہ"** کے طور پر بھی کیا گیا ہے۔

ت۔ یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں وضع شدہ **آرٹیکلز** بلاشبہ اسلامی طرزِ زندگی کو بلا تاخیر اپنانے کو لازم ٹھہراتے ہیں جس پر ہم من حیث القوم اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی تشکیل کے علاوہ دانستہ عمل نہ کر کے انفرادی واجتماعی طور پر **آرٹیکل (62(d** کے تحت اسلامی احکامات سے انحراف کی سی ناپسندیدہ شہرت کے ساتھ **آرٹیکل (62(e** کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں **آرٹیکل (62(f** پر نہ صرف پورا نہیں اُترے، بلکہ ہنوز آئین کے **آرٹیکل 31** کے تحت ملکی سطح پر اسلامی طرزِ زندگی حقیقی طور پر اپنانے میں ناکام رہے ہیں اور **آرٹیکل 227** کی رو سے اسلامی نظام کے نفاذ میں عدم دلچسپی کا شکار ہو کر اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کی تشکیل کے مقاصد بھی پورے نہیں کر سکے۔ اس طرح **آرٹیکل 229** اور **230** میں اسلامی احکام کی نسبت اپنا جاندار کردار ادا نہ کر کے بالواسطہ وبلاواسطہ اپنے دینی ودُنیاوی فرائض سے انحراف کے مرتکب ہوئے ہیں اور ضروری مشاورت کے ساتھ موزوں شکل میں اس کی تدوین نہ کر کے سودی نظام کو جاری رکھے ہوئے ہیں جو یقیناً اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ کھلی جنگ ہے جو بادی النظر میں اسلامی نظام کو نافذ کرنے والے حصہ کو دانستہ **التواء** میں رکھ کر آئین پاکستان کے **آرٹیکل چھ (06)** کی خلاف ورزی کی صورت میں سنگین غداری کر رہے ہیں جس کی سزا موت ہے، کیونکہ آرٹیکل ہذا کی رو کے منافی کوئی کسی بھی طریقہ سے اِسے تنسیخ، تبدیل (زیروزبر)، معطل، **'التواء'** میں نہ رکھنے کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے۔ سورہ المائدہ (33) میں ایسی غداری کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ جو لوگ خدا اور اس کے رسولؐ سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کی کوشش کریں، ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔ یہ تو دُنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کیلئے بڑا (بھاری) عذاب (تیار) ہے۔

(جاری ہے---P/5)

ٹ۔ یہ کہ آئین پاکستان کے **آرٹیکل 203-A** کی روشنی میں اس کے باب 3-A کے متعلقہ احکام، دستور میں شامل کسی دیگر امر کے باوجود آئین کے دوسرے احکام پر <u>غالب</u> رہیں گے۔ اس کے باوجود ہم پر مصلحت حاوی ہے اور بوجوہ پوری طرح عمل نہ کیا جارہا ہے جس کی وجہ سے **آرٹیکل 203-D** کے تحت بحثیت پاکستانی شہری شریعت کورٹ میں بھی درخواست گزار اپنا موئثر کردار ادا کرنا چاہتا ہے، تا کہ اس حوالہ سے باقاعدہ قانون سازی ہونے تک **صدر مملکت آرٹیکل 267** کی رو سے آرڈی نینس نافذ کرکے اس نسبت مشکلات کا ازالہ فرمائیں جس کیلئے شیڈول-III کے تحت **اسلامی نظریہ پر مبنی آئین پاکستان** کو برقرار رکھنے کیلئے کوشاں رہنے میں نہ صرف **صدر مملکت** کے حلف میں یہ شامل ہے، بلکہ ایسا وزیر اعظم، وزراء اعلیٰ، وفاقی وصوبائی وزراء، سپیکر/ ڈپٹی سپیکر، چیئر مین/ ڈپٹی چیئر مین سینٹ، قومی وصوبائی اسمبلیوں اور سینٹ کے اراکین، گورنرز، عدلیہ و مسلح افواج اور جملہ ادارہ جاتی مشینری کے حلف ہائے میں بھی شامل ہے۔

ث۔ یہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء کی **<u>تمہید</u>** میں بلاشبہ اسلامی احکام کو مقدس امانت کہہ کر اِس میں خیانت نہ کرنے کا اقرار کیا گیا ہے اور بانیان پاکستان کے حلف سے وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے **'پاکستانی عوام کی خواہشات'** کے عین مطابق حقیقی جمہوری ریاست کے اندر عوام کی زندگیوں میں قرآن وسنّت پر مبنی اسلامی تعلیمات لاگو کرنے کو ترجیح دی گئی ہے۔ اس لئے اسلامی نظام کا نفاذ مسلمانوں کا بنیادی حق ہونے کے ناتے **آرٹیکل (3)184** کے تحت اس نسبت سپریم کورٹ خصوصاً اسلامی نظام (کے نفاذ) کے حوالہ سے عوامی اہمیت کا کوئی (بھی) سوال درپیش آنے پر استقراری نوعیت کا حکم صادر فرما سکتی ہے۔ جبکہ صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان **آرٹیکل 186** کے تحت اسلامی وعوامی اہمیت کے حامل ایسے کسی قانونی مسئلہ کے بارے میں عدالتِ عظمیٰ سے اس نسبت مثبت پیشرفت کیلئے رائے طلب کر سکتے ہیں اور رواداری واعتدال پسندی کے ساتھ **ایمان، اتحاد اور تنظیم** کے حامل **نظریۂ پاکستان** کی تکمیل اور **نظامِ اسلام** کے نفاذ کے بنیادی حق کو پانے کیلئے **عوام النّاس** بھی اس حوالہ سے مناسب چارہ جوئی کا انتظام نہ ہونے پر **آرٹیکل 203-D** میں ذکر کردہ ہیئت ہائے مجاز کو متحرک کرنے کیلئے قانون کی رو سے **آرٹیکل 199** کے تحت عدالتِ عالیہ اور **آرٹیکل (3)184** کی رو سے عدالتِ عظمیٰ سے مدد ومعاونت حاصل کر سکتے ہیں۔ جبکہ آرٹیکل 190 کے تحت پاکستان کے تمام حکام، انتظامیہ وعدلیہ کو عدالت عظمیٰ کی معاونت کرنے کا ذمہ دار بھی ٹھہرایا گیا ہے اور ایسے موافق حالات کی موجودگی کے باوجود اس نسبت پیشرفت نہ کرنا قرآن و آئین کی خلاف ورزی کے مترادف متصور ہے۔

ج۔ یہ کہ قیام پاکستان تا ہنوز کی نسبت ماضی وحال پر مشتمل **"قومی بیانیہ"** کو پیش کرنے کیلئے 26 مئی 2017ء کو **"پیغام پاکستان"** کے پلیٹ فارم سے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے زیر اہتمام **صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان کی صدارت میں** منعقد ہونے والے قومی سطح کے سیمینار بعنوان **"میثاقِ مدینہ کی روشنی میں پاکستانی معاشرے کی تشکیل نو"** پر مبنی **متفقہ اعلامیہ وفتویٰ** جاری کیا گیا ہے۔ اس کے ابتدائی مسّودہ کی مطبوعہ **"دستاویز"** ریاستی اداروں کے اعلیٰ حکام، یعنی ڈائریکٹر جنرل پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق، ریکٹر پروفیسر ڈاکٹر معصوم یٰسین زئی ومحققین بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی فیصل مسجد، اسلام آباد اور ملک کے تمام دینی مدارس کے وفاقوں وقومی جامعات کی اجتمائی کاوشوں سے تکمیل پائی جن میں وفاق المدارس العربیۃ، تنظیم المدارس اہلسنت، وفاق المدارس السّلفیہ، وفاق المدارس الشیعیہ، رابطۃ المدارس پاکستان پر مشتمل مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مہتمم دارالعلوم کراچی،

(جاری ہے---P/6)

دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف، جامعہ بنوریہ کراچی، جامعۃ المنتظر لاہور، جامعہ اشرافیہ لاہور، جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ محمدیہ اسلام آباد اور جامعہ فریدیہ اسلام سے تعلق رکھنے والے مکاتبِ فکر کے جید علمائے کرام و ناظمین، مفتیانِ عظام، مشائخ اور نامور اساتذہ کے دستخطوں پر مبنی مشاورت و نظرثانی کے ساتھ دستاویز مذکورہ مزید بہتر بنائی گئی اور 1973ء کے متفقہ دستور میں موجود **"اسلامی نظام"** سے متعلقہ **آرٹیکلز** کے عین مطابق قومی لائحہ عمل کے طور پر ریاستِ پاکستان کی منظوری سے **عمل درآمد** کیلئے 2018ء میں شائع کی گئی ہے جس میں **استحکام پاکستان** کے ترجمان **"قومی میثاق"** کو نظرانداز کر کے بدقسمتی سے **دفاع پاکستان** اور **قراردادِ مقاصد** کی نفی کے رجحان کا اقرار کیا گیا ہے۔

یہ کہ متحرک معاشروں میں بلاشبہ عملی وتحقیقی جامعات کے علمائے کرام اور دانشوروں کی حیثیت معاونین خصوصی و مدّبرانِ مملکت کی سی ہوتی ہے جو اپنے اوصاف کی بناء پر تمام ریاستی اکائیوں کے مابین سماجی و عمرانی معاہدے کروا کر اپنے شہریوں کے بنیادی حقوق کا تحفظ یقینی بناتے ہیں۔ ایسا ہی ایک متفقہ قومی و ملی **میثاق** اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور 1973ء کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے جس میں اقرار کیا گیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کل کائنات کا بلاشرکت غیرے حاکم (مالک) ہے اور پاکستان کے جمہور کو اس کی جانب سے تعین کردہ حدود وقیود میں اختیار واقتدار کی ایک مقدس امانت سونپ دی گئی ہے جس کے تحت **مملکتِ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا اور بغیر کسی لیت ولعل کے پہلے سے موجود قوانین کو بھی قرآن وسنت کے مطابق فوری ڈھالے جانے کی یقین دہانی کروائی گئی ہے جس کی رو سے پاکستان کے آئین وقانون کے دائرے میں رہتے ہوئے قرآن وسنت کے احکام کے نفاذ کی پُرامن جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا دینی فرض اور دُنیاوی حق ہے جو دستورِ پاکستان کے تحت حاصل ہے** جس کے کسی حصہ پر دانستہ عمل کرنے میں کوتاہی دراصل ملک کی اسلامی اساس کے انکار کے مترادف ہے جس کی اسلام اور دستورِ پاکستان میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اس نسبت تیاری وعمل درآمد کیلئے (i) ادارہ تحقیقاتِ اسلامی (ii) اسلامی نظریاتی کونسل (iii) وفاقی شرعی عدالت اور (iv) سپریم کورٹ کے فیڈرل شریعت بینچ کو ہمہ وقت معاونت مہیا کرنے کا مکلّف ٹھہرایا گیا ہے جن کا منصبی فریضہ ہے کہ صحیح اور غلط نظریات کے بارے میں شعور وآگہی مہیا کر کے مسائل کا درست شرعی حل اور عملی نفاذ کے اقدامات بتائیں جو **ریاست وحکومت اور عدالت کے آئینی دائرہ اختیار میں ہے۔**

یہ کہ مروجہ جمہوریت برطانوی استعمار کا ماڈل ہے جو قرآنی احکامات کی رو سے عوام کو گروہوں اور فرقوں میں بانٹ کر فساد فی الارض اور قومی وحدت پارہ پارہ کرنے کا ذمہ دار ہے جس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے حالات وواقعات خلافِ عدلِ فردِ واحد (آمر) کو حکومت کرنے کا موقع دے کر آمریت کا سبب بنتے ہیں، بصورتِ دیگر طاقتور لوگوں کی باا**ثر اقلیت** کمزور وغیر منظّم **اکثریت** پر حکمرانی کرتی ہے جس میں لائق تعزیر اتہام بازی، انتہا پسندانہ سوچ، شدت پسندی اور عدم برداشت جیسے عوامل اپنے عروج پر ہوتے ہیں جن کے خاتمہ کیلئے فوری فکری وعملی جہاد اور ناگزیر انتظامی اقدامات کے تحت قرآن وسنت کی روشنی میں تشکیل دیئے جانے والے پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) کے مجوزہ نظام کا بروقت نفاذ کر کے قومی اتحاد واتفاق پیدا کیا جاسکتا ہے۔

(جاری ہے---P/7)

یہ کہ قرونِ اُولیٰ سے چلے آنے والے مسلمانوں کے مسالک و مکاتبِ فکر یعنی فقہی آراء کے تنوع کو تمام سرکاری و نجی درسگاہوں کے نصاب میں شامل کر کے علمی و نظریاتی حدود کے اندر تعلیم و تحقیق کا آغاز کیا جاسکتا ہے جس سے یہ پرکھا جاسکے کہ اس تنوع کا کونسا اسلامی پہلو احترامِ انسانیت، اکرامِ مسلم، بزرگوں، بچوں، خواجہ سراؤں، معذوروں اور دیگر محروم طبقات کے تحفظ کیلئے انسان دوست تعلیمات دیتا ہے جن کی سرکاری و غیر سرکاری سطح پر ترویج کیسے ممکن ہے، تا کہ قطع نظر عقائد، قومیت، جنس اور علاقیت، انسانی و اسلامی بھائی چارے اور مواخات جیسے روشن اسلامی پہلوؤں کے احیاء سے پاکستان میں صحیح اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لایا جاسکے جس میں خواتین کو ریاستی سطح پر تعلیم و تربیت کے ساتھ حقیقی احترام عطا ہو اور ان کے حقوق کی مکمل طور پر پاسداری ہو سکے جس کی تاکید و تائید **میثاق مدینہ** اور **خطبۃ الوداع** جیسے اسلامی مصادر میں بھی بکثریت سے فرمائی گئی ہے جن پر عمل کر کے احکامِ شریعت کے منافی غیرت کے نام پر خواتین کا قتلِ عام اور قرآن سے شادی جیسی غیر فطری و قبیح جملہ پامالیاں روک کر انفرادی و اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ سے کیے گئے عہد کی روگردانی سے بچا جاسکے ہے۔

یہ کہ **"پیغامِ پاکستان"** کی مطبوعہ قومی دستاویز میں یہ بھی تحریر کیا گیا ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ سے متعلق آئین کے **آرٹیکلز** 1956ء اور 1962ئسے لے کر 1973ء کے دساتیر میں موجود رہے ہیں اور **آرٹیکل 31** میں مسلمانوں کو اسلامی طرزِ زندگی اپنانے کیلئے اصول وضاحت کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ جبکہ **آرٹیکل 227** میں اقرار کیا گیا ہے کہ تمام موجودہ قوانین کو قرآن و سنت کے تحت اسلامی احکام کے مطابق ڈھالا جائے گا اور کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو اسلامی احکامات کے منافی ہو۔ پاکستان کے مذکورہ دساتیر میں مملکت کو اسلامی جمہوریہ قرار دے کر یہ طے کر دیا گیا ہے کہ وطنِ عزیز میں قرآن و سنت سے متصادم کوئی قانون نہیں بنے گا۔اس نسبت ملکی قوانین کی قرآن و سنت سے مطابقت کو یقینی بنانے کیلئے اسلامی نظریاتی کونسل 1962ء کے دستور کی رو سے قائم کی گئی ہے جو نہ صرف تا حال مکمل طور پر اسلامی نظامِ اجتماعیہ کے نفاذ میں پوری طرح کامیاب نہ ہوسکی ہے، بلکہ 1997ء میں حکومتِ پاکستان کو اس کی جانب سے جمع کروائی گئی وہ فائنل رپورٹ بھی غیر صحتمندانہ و گمراہ کُن قرار پاتی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ 95 فیصد ریاستی قوانین قرآن و سنت سے متصادم نہیں ہیں، جبکہ باقی ماندہ قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کیلئے کونسل نے متعدد سفارشات کر رکھی ہیں جو حقائق کے برعکس اور شاید پاکستان کے دستور سے لاعلمی کی دلیل ہے۔جس کی اصلاح کیلئے نہ صرف **ہر شہری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرآن و سنت کے خلاف جملہ قوانین کو عدالت میں چیلنج کرے جس کیلئے** وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت بینچ کا راستہ بھی کھلا رکھا گیا ہے۔ **اسلام** سے متعلقہ آئین پاکستان کے آرٹیکلز کو پُرامن اور آئینی جدوجہد سے مکمل طور پر نافذ کرنا بلاشبہ حکومت اور اُس کی جملہ اکائیوں کی بھی اوّلین دُنیاوی ذمہ داری اور دینی فریضہ ہے۔

یہ کہ خودکش حملے، دہشت گردی و لشکر کشی، جیسے غیر انسانی حرابہ کے جرائم کا آغاز 1798ء میں انقلابِ فرانس کے دوران ہوا تھا۔جبکہ مسلم معاشروں میں ایک انسان کو قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کرنے کے مترادف ٹھہرایا گیا (سورہ المائدہ 32) اور ایسی برائی کا بدلہ اسی طرح کی برائی گردانا گیا ہے (الشوریٰ-40)۔مگر اس کے باوجود ہمارے ہاں انحطاط اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔آج کا انسان معاشی ضرورتوں کے پیشِ نظر اپنے ہی تشکیل کردہ طاغوتی نظام کے تحت منتشر ہے جسے جھنجوڑ کر یاددلانا ہے کہ ہم سب آدم و حوا کی اولاد ہیں جنہیں بحیثیت مجموعی تنگ نظری و نسل پرستی جیسے تعصّبات سے جان چھڑانے کیلئے

(جاری ہے۔۔۔P/8)

آفاقی اصولوں کا حامل دینِ کامل (نظامِ ربوبیت) نافذ کرنا ہوگا جو زمان و مکان کے فرق سے بالا اور ذاتوں، گروہوں، نسلوں اور طبقوں کے امتیازات سے بے نیاز ہے۔ یہ ایک انسان کو دوسرے انسان کیلئے قربانی کا درس دے کر بنی نوع انسان کو انفرادی واجتماعی حقوق اور ذمہ داریاں عطا کرتا ہے جس سے نوعِ بشری کی تخلیق کی اصل غرض وغایت پوری ہوسکتی ہے اور ہماری روگردانی کے نتیجہ میں معاشی عدم توازن، انتہا پسندی اور دہشت گردی جیسے لاحق جان لیوا موذی امراض کا علاج صرف اور صرف قرآن کے احکامات پر عمل کرنے میں ہی ہے جس کی عملی تعبیر پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) کے مجوزہ نظامِ ربوبیت کی صورت میں ہوسکتی ہے۔

یہ کہ 622ء میں 52 صفحات پر مشتمل نافذ کیا جانے والا "**میثاقِ مدینہ**" تاریخ ودساتیر کی وہ پہلی واعلیٰ ترین تحریری وقانونی دستاویز ہے جس کے اثرات ایک صدی کے اندر اندر (712ء) دُنیا کے دور دراز علاقوں تک پہنچ گئے۔ اس اجتماعی نظام میں انصار (اوس وخزرج)، مہاجرین (بنوامیہ وبنوہاشم)، عرب قبائل اور یہود (بنونضیر، قریظہ اور بنوقینقاع) سمیت مدنی معاشرے کی مختلف اکائیاں "**میثاقِ مدینہ**" پر متفق ہوگئیں جو اُن کا دستور بن گیا جس سے ریاست کے باشندوں کو سماجی سطح پر برابری کے حقوق دیئے گئے، دفاعی سلامتی کو یقینی بنایا گیا اور مذہبی آزادی اور شخصی معاملات کو اپنے اپنے عقائد کے مطابق طے کرنے کی نہ صرف اجازت دی گئی بلکہ اس کیلئے مناسب ماحول بھی فراہم کیا گیا۔ یہ دستور نہ صرف مسلمانوں کے تحفظ کا باعث بنا، بلکہ اس سے **غیر مسلموں کو بھی مساوی حقوق ملے کہ ہر کمزور وناتواں کو طاقتور اور جابر کے مقابلے میں تحفظ حاصل ہوا**۔ جان، مال، دین، عزت وآبرو اور نسل جیسے شریعتِ اسلامی کے (پانچ) بنیادی حقوق کی پاسداری وحفاظت کی ضمانت دی گئی اور اس طرح آپؐ نے مدینہ منورہ میں ایک ایسے سماج کی تشکیل کی جس میں مسلمان، یہودی اور غیر مسلم عربوں کے درمیان عدل وانصاف، برابری اور حقوق وفرائض کی یکساں ادائیگی پر مشتمل تعلقات قائم ہوئے، کیونکہ آپؐ پوری انسانیت کیلئے خوشخبری دینے والے اور خبردار کرنے والے بنا کر بھیجے گئے۔ قرآنِ حکیم نے مسلمانوں سمیت تمام مذہبی گروہوں کو مشترک اصول اپنانے کی تعلیم دی اور اس نسبت فرمایا "مسلمان ہوں، یہودی ہوں، نصاریٰ ہوں یا صابی ہوں، جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے، ان کا اجر اُن کے ربّ کے پاس ہے اور ان پر نہ تو کوئی خوف ہے اور نہ اداسی"۔

یہ کہ ریاستِ مدینہ کے بعد اسلامی تہذیب وتمدن کے احیاء کیلئے **قیامِ پاکستان** کی صورت میں ایک نئی منفرد ریاست "**اسلامی جمہوریہ پاکستان**" معرضِ وجود میں آئی جس کے حصول کا مقصد ہنوز تشنہ تکمیل ہے۔ کیونکہ پاکستانی معاشرے نے یہ ثابت کرنا تھا کہ آج بھی انسانیت کو اسلام کی ضرورت ہے اور **اسلام کی آفاقی اقدار** پر مشتمل ایک جدید، ترقی یافتہ اور مہذب معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ کی جانب سے بھی "**فکرِ اسلامی کی تشکیل**" جدید پیرائے میں بیان کر کے ملکی نظام کو قرآن وسنت کے ماتحت کرنے کی اہمیت پر زور دے کر اجتہاد کے ذریعے ایک فلاحی اسلامی ریاست کا قیام تجویز کیا تھا جس میں اسلامی قانون کی اساس پر ترقی یافتہ عمرانی نظام کی مدد سے مملکتِ خداداد میں جنت نظیر معاشرہ قائم کرنے کا اعادہ کیا گیا تھا جس کے اندر امن، سکون، سلامتی، اقتصادی ترقی اور معاشرتی ہم آہنگی کے اسلامی اصولوں کا رواج ڈال کر غیر مسلموں اور معاشرے کے کمزور طبقوں کے حقوق کا مکمل تحفظ یقینی بنانے کی تلقین کی گئی تھی۔ مقصد ہذا کی تکمیل کیلئے 12 مارچ 1949 کو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پیش کی گئی جو آئین پاکستان 1973 کا باقاعدہ حصہ ہے جس میں طے کر دیا گیا کہ پاکستان میں "**اقتدارِ اعلیٰ**" اللہ تعالیٰ کا ہے اور ریاستِ پاکستان کے شہری اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کردہ اختیارات کو متعین حدود کے اندر استعمال کرنے کے پابند ہوں گے اور اسلامی اصولوں کے مطابق قانون سازی کی جاتی رہے گی۔

(جاری ہے---P/9)

5- یہ کہ 1973ء کے آئین کو پاکستان کے مستقبل کا لائحہ عمل بتایا جاتا ہے جس کا **"ابتدائیہ"** قراردادِ مقاصد پر مشتمل ہے جس کی شقوں کو باقاعدہ دستور کا حصہ بنایا گیا ہے اور اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے کہ **پاکستان کا کوئی قانون غیر اسلامی نہیں ہوگا اور موجودہ قوانین کو بھی فلفور اسلامی اصولوں کے تابع کیا جائے گا۔** اس بات کو یقینی بنانے کیلئے وفاقی شرعی عدالت، اسلامی نظریاتی کونسل اور ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کا قیام عمل میں لایا گیا۔

6- یہ کہ قراردادِ مقاصد میں آئین پاکستان کیلئے ایک فریم ورک فراہم کر کے یہ طے کر دیا گیا ہے کہ جمہوریت، آزادی رائے، مساوات، برداشت اور سماجی انصاف جیسے وہ اصول، جو دین اسلام نے دیئے ہیں وہ اِس دستور کی بنیاد ہوں گے، تاکہ پاکستان کے مسلمان قرآن وسنت کے اصولوں کے مطابق انفرادی واجتماعی زندگی بسر کرسکیں جس میں قراردادِ مقاصد کی رو سے غیر مسلموں کے بنیادی حقوق کے تحفظ کی بھی ضمانت دے کر پاکستان کے تمام شہریوں کا رتبہ برابر ٹھہرایا گیا ہے اور سب کیلئے آگے بڑھنے کے یکساں مواقع فراہم کرنے کی یقین دہانی کروائی گئی ہے، جہاں **حاکم نہ محکوم** (No rich, No poor) جیسے ایاز ومحمود کے بے نیاز روشن پہلوؤں کو اُجاگر کیا جانا قرار پایا تھا تاکہ معاشرتی، معاشی اور سیاسی جدوجہد کے یکساں مواقع ملنے سے قانون کی نظر میں سب برابر ٹھہریں اور اظہار رائے کی آزادی، ایمان، عقیدے اور عبادت پر کسی قسم کی کوئی قدغن نہ ہوتی اور یہ سب کچھ قانونی دائرے کے اندر اور عمومی اخلاقی قواعد کے مطابق سرانجام پاتا جو تاحال ممکن نہ ہوسکا۔

7- یہ کہ قراردادِ مقاصد کے حصول اور دستور کے مطابق اسلامی نظام کی عملی تعبیر ممکن بنانے کیلئے ریاستِ پاکستان اور اس کے باشندوں کو ایسی جدوجہد کرنی ہے جس کے نتیجے میں پاکستان نہ صرف ترقی کرے، بلکہ قوموں کی برادری میں ایک قابل احترام ملک کی حیثیت سے جائز مقام حاصل کرے، تاکہ **بین الاقوامی امن وترقی اور انسانی خوشیوں کے اصول میں یہ اسلامی جمہوری ریاست اپنا حصہ ڈال سکے۔**

8- یہ کہ **ایکٹ 2017ء** میں بالخصوص دولاکھ روپے کی شرط لاگو کر کے صرف مالداروں ہی کو سیاسی میدان میں قیادت کرنے کا موقع دیا گیا ہے، تاکہ غریب عوام محض ووٹ ڈالنے تک محدود رہ جائیں۔ یہ ایک امتیازی اور کالا قانون ہے جو صرف اور صرف اشرافیہ کی نمائندہ برسراقتدار پارٹیوں کی ملی بھگت کا شاخسانہ ہے جنہوں نے اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کی خاطر غریب عوام کو ملکی سیاست سے عملاً باہر کرنے کیلئے لاکھوں روپے کی ادائیگی کے ساتھ سیاسی پارٹی رجسٹریشن کروانے جیسی امتیازی شقیں منظور کی ہیں جسے بدقسمتی سے عدلیہ نے بھی برقرار رکھا ہے جو آئین پاکستان کے **آرٹیکل 17** کی رو سے متصادم ہے۔ جبکہ صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے اُمیدواروں کی پانچ اور دس ہزار روپے سے بڑھا کر بیس اور تیس ہزار روپے فیس نافذ کر کے غریبوں کیلئے ایوانوں کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ ایسے امتیازی قوانین کے ذریعہ ہر شعبہ میں موجود اشرافیہ اپنے مفادات کے حق میں پالیسیاں اور قوانین بنا کر غریب عوام کا استحصال کرتے رہیں گے اور غریب عوام محض ووٹر ہی رہیں گے جس پر جملہ مسئول علیہم میں سے کسی نے بھی عملی اقدامات نہ اُٹھا کر غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے جن کا عوام کی طرف سے محاسبہ اور سرزنش وجواب طلبی کی جانی **اسلام اور نظریۂ پاکستان** کی رو سے قابل ستائش ہوگی۔ بصورت دیگر اس میں ہم سب ملوث تصور ہوں گے۔ اگرچہ ہماری پہلی دستور ساز اسمبلی اور شب خون مارنے والوں کی بے لگام طاقت نے بروقت دستور تشکیل نہ دینے دیا جو آمریتوں کے قیام کا ذریعہ بنا۔ اِن شب خون مارنے والی بے لگام قوتوں کا تحریک پاکستان میں کچھ حصہ نہ تھا۔ جبکہ بھارت نے 1949ء میں ہی اپنا دستور تشکیل دے دیا تھا جس کا اگرچہ تین چوتھائی حصہ 1935ء کے ایکٹ اور دیگر دساتیر سے ماخوذ ہے جو بتدریج ترامیم کے مراحل سے گزر رہا ہے جو آزادی کی جدوجہد کرنے والوں نے تشکیل دے دیا تھا جس کی وجہ سے اسے وہاں خصوصی تقدس حاصل ہے۔

(جاری ہے---P/10)

9- یہ کہ نظریۂ پاکستان، دین اسلام کے تحت عملی اقدامات اٹھانے کا نام ہے جس کی اساس عقائد وعبادات، عدل وانصاف، مساوات، جمہوریت کے فروغ، اخوت و بھائی چارہ اور شہریوں کے حقوق وفرائض کی تکمیل میں مضمر ہے۔ 1973ء کے آئین میں **آرٹیکل 2** کے تحت **اسلام کو مملکت کا دین** اور 2 مارچ 1985ء کو ضمیمہ A-2 کے تحت **قراردادِ مقاصد کو آئین پاکستان** کا مستقل ومؤثر حصہ بنایا گیا ہے جسے قرآن کی رو سے تقدس حاصل ہے۔ 23 مارچ 1940ء کو قراردادِ لاہور یعنی قراردادِ پاکستان منظور ہوئی جس کی بنیاد پر تحریک پاکستان شروع ہوئی اور ملکِ خداداد وجود میں آیا جس میں پورے براعظم کے مسلمانوں نے ایک خاص مقاصد کیلئے جدوجہد کی تھی۔

10- یہ کہ 7 مارچ کی پیش کردہ 12 مارچ 1949ء کو قومی اسمبلی میں پاس ہونے والی قراردادِ مقاصد کی رو سے پاکستان کے آئینی ڈھانچہ کو اسلامی و جمہوری بنانے کا اعادہ کیا گیا ہے جس کے مطابق انفرادی واجتماعی طور پر اسلامی نظام ترتیب دینے کی یقین دہانی کروائی گئی ہے۔ قراردادِ مقاصد میں تحریکِ پاکستان کی منزل کا اصل مقصد اسلامی، جمہوری اور فلاحی تصور ہے جس کے تحت اس ملک کی نظریاتی بنیادوں کو مستحکم کرنے والے آرٹیکلز میں کوئی ایسی ترمیم نہیں کی جاسکتی جو اس کی شناخت کو بے توقیر کرنے والی ہو۔ آئین پاکستان میں وضع کردہ اسلامی دفعات واحکامات سے متعلقہ حقوق کو مجروح کرنے والے مقنّنہ کے قانون سازی اختیار کی تحدید کردی گئی ہے اور آرٹیکل 6 کی پابندی کا اطلاق انتظامیہ، فوج، مقنّنہ وعدلیہ سمیت تمام ریاستی اداروں اور عوام کو پاسداری کرنے کا پابند بنا کر اس شناخت کو روشن تر کرنے سمیت اس کی حفاظت کا ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔ دستور میں یہی ایک جرم ہے جسے دفعہ (2)12 کی رو سے اطلاق بہ ماضی کی حرمت سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ یعنی اسلامی نظام کے **آرٹیکلز** پر مشتمل تشکیل دیا گیا 1973ء کا متفقہ دستور اس حوالہ سے قانون سازی کا بہتر تسلسل ہے جس میں صراحت کردہ **اسلامی دفعات** کا سنگِ بنیاد 1956ء کے دستور سے اطلاق شدہ سے ہے اور عدالتوں کو بھی ایسے **اقدامات** کیلئے بعد از عمل جواز (Validation) پر پابندی لگادی گئی ہے۔ یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ صدر مملکت، وزیر اعظم، وزراء اور پارلیمنٹ کے اراکین کے حلف ناموں میں دستور کی پابندی اور اس کے مطابق کام کرنے کے عہد کے ساتھ ساتھ آئین کے تحفظ، دفاع اور اسلامی نظریے کی حفاظت کا عہد بھی لیا جاتا ہے جو دستور کی اساس کے ناقابل تغیر حصوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ گویا **اسلامی نظام کا نفاذ بنیادی حقوق میں اولین درجہ رکھتا ہے**۔ اس لئے باب 1 میں درج دفعہ 8 کے تحت بنیادی حقوق کے منافی قوانین کالعدم قرار پاتے ہیں جن کا تعلق روشن اسلامی اسباق سے ہے۔

11- یہ کہ درخواست دہندہ دست بستہ ملتمس ہے کہ **اسلامی جمہوریہ پاکستان کہنے کو اسلامی مملکت ہے جس میں حق حکمرانی** سول وعسکری آمریت کی مٹھی بھر اقلیت کی بجائے عوامی اکثریت متصور ہے، **جس کا قرآن الحامی دستور ہے جو ہمارے عقائد کے مطابق بلاشبہ انسان کے بنائے گئے کسی بھی آئین وقانون سے بالاتر ہے جس کی رو سے ایک سے زیادہ سیاسی پارٹیاں بنانا شرک ہے مگر مروجہ جمہوریت کی کلید ہیں۔ اس کثیر الجماعتی نظام میں معاشرہ گروہی شکل اختیار کر کے فرقوں اور لسانی وعلاقائی بنیادوں پر انتہا پسند لشکروں میں بٹ جاتا ہے اور جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقے ڈالے اور مختلف پارٹیوں میں تقسیم ہو گئے آپ (اور اُن کی اُمت) کا ان سے کوئی تعلق یا واسطہ نہیں ہے** (6/159)۔ **مذہبی فرقے اور سیاسی پارٹیاں دونوں ہی قرآن کی رو سے خدا کا عذاب ہیں۔ کیونکہ اسلام میں کوئی فرقہ یا پارٹی نہیں (ہے)** (30/31,32)۔ سورۂ انعام کے مطابق **پارٹی بازی عدالتِ خداوندی میں بہت بڑا سنگین جرم ہے**۔ سورہ الانبیاء (92) میں فرمایا کہ **"تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے** اور میں تمہارا پروردگار ہوں، میری ہی عبادت کیا کرو"۔ بیشک قرآن نے اختلاف اور افتراق کو عذابِ عظیم قرار دیا ہے جو وقتی اور ہنگامی نہیں بلکہ ہمیشہ کیلئے استمراری (دوامی) ہے۔

(جاری ہے---P/11)

12- یہ کہ ہر وہ فرد یا ادارہ جو اپنی قوت کو بلا استحقاق مستحکم رکھنے کیلئے ملک کے امن پسند باشندوں کو مختلف پارٹیوں میں تقسیم کر کے باصلاحیت افراد کو کمزور اور ذلیل و خوار کرتے ہوئے نہ صرف غیر مؤثر بنائے، بلکہ جوہر سے عاری لوگوں کو ابھار کر فساد انگیز ناہمواریاں پیدا کرے تو اُن کیلئے فرمایا کہ دین میں فرقے پیدا کرنے والے (31-30/30) اور مشرکانہ رسوم ادا کرنے والے مشرکین ہیں (4/119-121) جن کیلئے جہنم ہے (21/29,98)۔فرعون کا جرم باشندگانِ ملک کو پارٹیوں میں تقسیم کرنا تھا۔تفرقہ انگیزی کا شرک جلّی گوسالہ پرستی کے شرک خفی سے بھی سنگین ہے۔ یہاں تک کہ تفرقہ کے فروغ کا سبب بننے والی مسجد بھی منہدم کرادی گئی تاکہ وہ کہیں اسلام کے قلعہ کی بجائے دشمن کی پناہ گاہ نہ بن جاتی۔قرآن کا دعویٰ ہے کہ وہ ہر قسم کے اختلافات کو مٹانے کیلئے آیا ہے۔ ہر رسول کا پیغام تھا کہ ''دین کو قائم کرو اور باہمی تفرقہ کے نزدیک مت جاؤ۔ اجتماعیت کا حامل دین تو ایک ہی ہوتا ہے، مگر فرقہ بندی سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر مذاہب میں تبدیل ہو جاتا ہے، جس میں ہر شخص خدا کی اطاعت انفرادی طور پر کرتا ہے۔ جبکہ قوانین خداوندی کے ساتھ وابستگی ایک اجتماعی عمل ہے اور دین کا اشتراک ہی اُمتِ واحدہ و وجۂ جامعیت ہے، جس کے مطابق جب تک اُمت نظامِ صلوٰۃ و زکوٰۃ پر قائم رہی، فرقوں میں نہ بٹی۔

13- یہ کہ احکامِ الٰہی کے منافی اچھائیوں کا قحط اور برائیوں کا مسکن ''حزب الشیطان'' کی نمائندہ دین میں تفرقے ڈالنے اور قوم کو گروہوں میں بانٹنے والی جماعتوں (6/159) کے ''ٹاؤٹی نظام'' کی مروجہ جمہوریت کے برعکس دوسری جنگ عظیم کی تباہی کے بعد بہت سے دیگر ممالک سمیت جاپان میں 55 سال، ملائشیا میں 1956ء سے، سنگاپور میں آزادی کے بعد سے ہنوز اور چین میں 1948ء سے لیکر آج تک ''یک جماعتی'' اقتدار کے تحت مبہوت کرنے والی تیز رفتار ترقی ہوئی ہے جو کہ اسلام میں اجتماعی وابستگی و حق کے غلبہ کی حامل ''حزب اللہ'' کی صورت میں 'یک جماعتی نظام جمہوریت' کی تائید ہے جس کی تشکیل کیلئے پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) ایسا نظام تجویز کرتی ہے جس میں کوئی بھی شہری بیک وقت حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف کا کردار ادا کرنے کے قابل ہوگا اور ''عوام کو اقتدار'' میں لا کر یہ احساس دلایا جائیگا کہ وہ اپنے بُرے بھلے میں بااختیار ہیں کہ خود سمیت سب کا ''احتساب سرعام'' کر سکیں گے۔ جس میں اراکین اپنے لئے ووٹ/امارت مانگنے کی بجائے قابل افراد کو چُنیں گے اور ایک مقررہ حد تک دولت کے قائم کردہ معیار کے منافی جلسوں یا ریلیوں میں خوشامدانہ و غلامانہ سوچ کی عکاسی کرنے والے بالجملہ بورڈ و بینرز، اشتہارات، اسٹیکرز یا شخصی و علاقائی متعصب پر مبنی رجحانات کی بجائے ایک پائی خرچ کیے بغیر ہر غریب و متوسط شہری اقتدار میں شرکت کر سکے گا۔ یعنی ایک مخصوص حد سے زائد جائیداد کا حامل سیاسی نظام میں بطور ممبر کوئی سیاسی/سرکاری عہدہ نہ لے سکے گا۔ جبکہ اسمبلیوں میں پہنچنے والے تمام اراکین و عہدیداران کو سیاست، معیشت، تجارت، سفارت اور ملکی و بین الاقوامی تاریخ کی باقاعدہ ٹریننگ حاصل کرنا ہوگی۔

14- یہ کہ رائج جمہوری نظام کی کامیابی کیلئے حزبِ اختلاف کا ہونا مروج ہے، مگر اسلام کہتا ہے کہ حکمرانوں کی مخالفت برائے مخالفت نہیں، بلکہ اُنکا احتساب کرو اور شخصی یا خاندانی آمریت سے پاک ''یک جماعتی نظام'' کے تحت انسانی تکمیل کا اس انداز میں معاشرتی خاکہ تشکیل دو جو اپنی اصل کے اعتبار سے مذہبی، وجود کے اعتبار سے اخلاقیات کا پابند و پاسدار اور اسلوب کے اعتبار سے جدید ہو، جس کی ایک جھلک ''پاکستان تحریکِ اجتہاد (PTI)'' کے مجوزہ اسلامی نظام پر مبنی 58 صفحات پر مشتمل منشور و دستور کے لف میگزین میں دیکھی جاسکتی ہے جو اپیل ہذا (رٹ پٹیشن) کا حصہ ہے۔ جس کے مطابق 'یک جماعتی نظام' میں ہمہ وقت مشاورت کے ساتھ عوام اور ان کے نمائندہ اراکین کا حق و انصاف کے مطابق دی گئی رائے کا فیصلہ درست ہوگا جس کیلئے اکثریت لازمی نہیں ہونی چاہیے۔ کیونکہ جو بات اخلاقی معیار کے مطابق صحیح ہے، وہی صداقت ہے اُسے ہی ویٹو کی حیثیت حاصل ہے، خواہ اس کی تائید میں ایک ہاتھ بھی نہ اُٹھے۔ اسلام اس بات کی تائید نہیں کرتا کہ آپ ہر حال میں اپنی پارٹی کے ساتھ چپکے رہیں، خواہ وہ باطل پر ہی کیوں نہ ہو۔ اسلامی نظامِ معاشرت کا تقاضا ہے کہ جس بھی رائے کو آپ حق پر پائیں اس کا ویٹو کی حد تک ساتھ دیں، ورنہ اس سے اختلاف کریں۔ یعنی جماعتی عصبیت کا مظاہرہ نہیں کیا جائے گا اور وفاداری کی بناء پر سطحی و ناجائز بات کی حمایت نہیں کی جائے گی۔

(جاری ہے---P/12)

15- یہ کہ تقابلی جائزہ کے تحت ''مجوزہ نظام'' میں مرد وزن کی مساوی بنیادوں پر تشکیل پانے والی (تقریباً) 300 اضلاع پر مشتمل قومی اسمبلی، فی ضلع ایک مرد اور ایک خاتون کے تناسب سے 2x300= 600 ممبران یا پھر دو مرد اور دو خواتین کے تناسب سے 4x300= 1200 ممبران پر مشتمل ہوسکتی ہے۔ جبکہ مہروں کی جمہوریت پر مبنی داغدار سیاست کے ''مروجہ سسٹم'' میں 60 مخصوص خواتین اور 10 اقلیتی ممبران سمیت موجودہ قومی اسمبلی کے ٹوٹل 343 اراکین کے علاوہ، 17 ٹیکنو کریٹ/ علماء، 17 مخصوص خواتین اور 4 اقلیتی ممبران سمیت سینٹ کے ٹوٹل 104 اراکین، 66 مخصوص خواتین اور 8 اقلیتی ممبران سمیت پنجاب اسمبلی کے ٹوٹل 371 اراکین، 29 مخصوص خواتین اور 9 اقلیتی ممبران سمیت سندھ اسمبلی کے ٹوٹل 168 اراکین، 11 مخصوص خواتین اور 3 اقلیتی ممبران سمیت بلوچستان اسمبلی کے ٹوٹل 65 اراکین، 22 خواتین اور 3 اقلیتی ممبران سمیت KPK اسمبلی کے ٹوٹل 124 اراکین پر مشتمل قومی وصوبائی اسمبلیوں کے اراکین کی مجموعی تعداد 1175 بنتی ہے جن میں صدر، وزیر اعظم، گورنرز، وزراء اعلیٰ، وزراء کے عملہ کی فوج ظفر موج کا اضافی بوجھ الگ سے ہے۔

16- یہ کہ بلاشبہ مروجہ جمہوریت کا کثیر الجماعتی انتخابی نظام ہی موجودہ برائیوں کی جڑ ہے جس میں صرف اور صرف سرمایہ دار، جاگیردار اور اُن کے بیوی بچے ہی حصہ لے سکتے ہیں۔ اس لئے پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) نے قرآن وسنت کی مدد و رہنمائی سے ذیل میں ایک ایسا مجوزہ یک جماعتی حقیقی جمہوری انتخابی نظام وضع کیا ہے جس میں ایک پائی خرچ کیے بغیر ہر غریب ومتوسط پاکستانی شہری بلاامتیاز انتخابات میں حصہ لے کر اقتدار کی کلید بن سکے گا اور مقررہ حد سے زائد اثاثے رکھنے والے انتخابات میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔

i- یہ کہ مجوزہ نظام کی عملی تعبیر کچھ یوں ہے کہ ''یک جماعتی نظام'' کے تحت غریب ومتوسط عوام کی نمائندہ جماعت کی رُکنیت کیلئے اہلیت کے معیار پر پورا اُترنے کیلئے ضروری ہوگا کہ تمام اضلاع، شہروں اور قصبوں سے انفرادی طور پر مشترکہ و غیر مشترکہ جائیداد کے حصہ میں سے ایک مکان/ پلاٹ اور آدھ مربع زرعی اراضی جیسی انفرادی جائیداد کی قائم کردہ مخصوص حد کی مجوزہ شرائط پر پورا اُترنے والے (ہی) غریب ومتوسط طبقات کے جملہ مرد وزن، مخنث، بچے بوڑھے، غریب، محنت کش، مزدور، کسان، ہاری، مزارعین، کان کن، گزر بسر کرنے والے کاروباری ودوکاندار، ریڑھی بان، کوچوان، بس، ٹرک، وین، ٹیکسی اور رکشہ ڈرائیور حضرات، بے گھر، یتیم، مسکین، بے بس وبے اولاد، بیوہ، اپاہج، فاقہ کش، بے روزگار، مشنری صحافی واساتذہ، رحم دل وکلاء، محنتی طلباء وطالبات اور عدلیہ کی آزادی و پاسداری، قانون کی حکمرانی، آئین کی بالادستی، عوام کی ہر سطح پر اقتدار میں شمولیت اور خوشحالی کے آرزومند سب پاکستانی جو بلاامتیاز اور قطع نظر مقام و حیثیت، مذہب، عقیدہ ومسلک، قومیت، ذات برادری، جنس، لسانی ونسلی تفرقات سے بالاتر ہوکر سوچنے، سمجھنے اور عمل کرنے والے ہوں۔ جبکہ اپنی ضرورتوں سے زائد جائیداد/ دولت کے حامل، قرض معاف کرنے اور کرانے والے ملک دشمن، وائٹ کالر کرائم میں ملوث، فطراً کرپٹ وانتہا پسند مسلح مرد وزن اور اُن کے حامی بے رحم اور حصول عدل میں رکاوٹ بننے والے منفی سوچ کے حامل جو قرآنی ہدایات (4/105+107,28/17) کی نفی کرنے والے اور دانستہ فساد پسند، برائی کے طلبگار اور نفاق وبگاڑ کا سبب بننے والے جملہ افراد، چاہے کسی بھی مذہب، فرقہ، نسل یا گروہ سے ہوں، وہ اپنی اصلاح کیے جانے تک عملی سیاست میں حصہ نہ لے سکیں گے۔

(جاری ہے---P/13)

ii- یہ کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان کی تشکیل کردہ انتخابی کونسلیں نامزد ممبران کی اہلیت کے بارے میں جانچ پڑتال کریں گی اور **دولت کے قائم کردہ معیار کے منافی ووٹرز اور اُمیدوار چناؤ میں حصہ نہیں لے سکیں گے**۔ اس طرح **آرٹیکل 32** کی رو کے مطابق حقیقی بلدیاتی اداروں کا قیام عمل میں لانے کیلئے جاگیرداروں کی بجائے کسان، سرمایہ داروں کی بجائے مزدور، میڈموں اور میموں کی بجائے سلجھی ہوئی خواتین منتخب ہوں گی۔ اس کیلئے عوام اُن اہل افراد کے نام بھی تجویز کرسکتی ہے جو خود حصہ لینے کی منشاء نہ رکھتے ہوں، مگر اہلیت کے حامل ہوں۔ کیونکہ رسولؐ نے فرمایا کہ ''**امارت مانگ کرمت لو**'' (بخاری و مسلم) اور یہ کہ ''**اللہ کی قسم ہم کسی ایسے شخص کو اپنی اسلامی حکومت میں کوئی عہدہ (منصب) نہیں دیں گے جو خود مانگے یا اُس کی خواہش رکھے**'' (متفق علیہ)۔ جبکہ سقراط نے بھی کہا تھا کہ ''**بادشاہ اُسے بناؤ جو نہ بننا چاہے**''۔

iii- یہ کہ مجوزہ ''**یک جماعتی نظام**'' کے تحت وضع کردہ ''**حکومتی ڈھانچہ**'' میں مقامی اکائی کے **صدور** یا کوئی بھی دیگر منتخب ہونے والے **عہدیداران**، اپنے سے بالائی ضلعی اکائی (اسمبلی) کے رُکن نہیں بن سکیں گے، بالکل ویسے ہی ضلعی اسمبلی کے صدور یا دیگر منتخب عہدیداران، مرکزی (قومی) اسمبلی کے رُکن نہیں بنیں گے اور اگر آغاز میں **مروجہ نظام** کے دیرپا رہنے والے اثرات کے تابع ہوس زدہ زندگی گزارنے والا کوئی فرد عادت سے مجبور ہوکر کسی بھی ناپسندیدہ طریقہ سے اثرانداز ہوکر اپنے آپ کو سرفہرست اندراج کروانے کی کوشش کرے گا تو وہ اس مرحلہ پر زیادہ سے زیادہ مقامی اکائی کا عہدیدار تو شاید منتخب ہوسکے گا۔ **مگر دھڑے بندی کا شکار ہونے والے مجوزہ نظام** کے تحت زیادہ سے زیادہ عہدیدار منتخب ہوکر مقامی اکائی کی حد تک محدود رہ کر **ضلعی و قومی اسمبلیوں کا ممبر** بننے سے قاصر رہے گا۔ خصوصاً جب بعدازاں **عوام النّاس** اور نامزد ممبران کی جانب سے رائے دہی کا ریکارڈ شدہ **ویڈیو بیان** اور زمینی حقائق کی بوقت ضرورت سکروٹنی (پڑتال) کی جائے گی تو برادری اور دھڑے بندی کا سبب بننے والے ووٹر اور اُمیدوار، دونوں نااہل قرار پائیں گے۔ اس طریقہ کار کے تحت تمام اکائیوں کی تشکیل کیلئے انتخابات میں دھاندلی ناممکن ہوجائے گی۔

iv- یہ کہ آئین کے **آرٹیکل 33** کے عین مطابق پاکستان تحریکِ اجتہاد (PTI) کے وضع کردہ اکائیوں کے مجوزہ نظام کے تحت قومی زندگی میں خواتین کی مکمل شمولیت کی نسبت ''**مساوی**'' بنیادوں پر تنظیم سازی کیلئے مرد اور عورتیں الگ الگ اپنی مقامی تنظیمیں تشکیل دیں گے اور حکومتی و تنظیمی ڈھانچہ کیلئے ذیلی سے بالا اکائیوں میں مساوی بنیادوں پر کم از کم ایک مرد اور ایک عورت کے تناسب سے مجوزہ طریقہ کار کے تحت ممبران منتخب کرکے مقامی، ضلعی اور مرکزی اکائیاں مکمل کی جائیں گی جن کے ممبران کی تعداد حسبِ ضرورت کم یا زیادہ کی جاسکتی ہے۔ **عوامی مسائل سے متعلق بالعموم، جملہ امور مردوزن کی اکائیوں کے مخلوط اجلاسوں میں طے ہونگے**۔ مگر مقامی اکائیوں کی خواتین کو اس حد تک استحقاق حاصل ہوگا کہ وہ عورتوں سے متعلق بالخصوص، بعض اخلاقی و حساس نوعیت کے معاملات کی نسبت الگ سے بھی اپنے اجلاس بلواسکیں گی جس میں موقع مناسبت سے خواتین کی اکائی اگر ضروری خیال کرے تو امام مسجد (قاضی) کو بطور سیکرٹری شامل کرسکتی ہے اور کیے گئے فیصلہ سے مردوں کی اکائی کے صدر کو اعتماد میں لے کر معاملات نمٹا سکتی ہے۔ مردوزن کی الگ الگ پہچان کی حامل مقامی اکائیاں صرف مقامی سطح کی حد تک محض خواتین کے مخصوص و حساس معاملات کیلئے الگ تصور ہوں گی۔ بصورتِ دیگر مردوزن کی اکائیوں کے مشترکہ و معمول کے مخلوط اجلاس میں کیس کا میرٹ پر حتمی فیصلہ کیا جائیگا جس میں ''**سینئر نائب صدر**'' خواتین کی مقامی اکائی کی صدر ہوگی جو صدر کی عدم موجودگی میں ایسے مخلوط اجلاسوں کی صدارت بھی کرسکیں گی۔

(جاری ہے---P/14)

v- یہ کہ انتخابات کا شیڈول جاری ہونے پر ضلعی وقومی اکائیوں کی کلید بننے والی مقامی اکائیوں کی تشکیل کیلئے مقامی اسمبلی کے حلقہ (گاؤں یا قصبہ) سے مستقل رہائشی ووٹروں میں سے فرض کریں 30 افراد نے اپنے آپ کو ابتدائی مرحلہ کیلئے پیش کیا ہے۔جبکہ 10 نیک نام شہرت کے حامل افراد کو گاؤں والوں (عوام) نے ازخود نامزد کر دیا ہے جس کے بعد اِن 40 نامزد افراد کے ناموں پر مشتمل ذیل میں دیا گیا مطبوعہ انتخابی فارم گاؤں کے ہر ووٹرز کے حوالے کیا جائے گا تا کہ حتمی مرحلہ کیلئے ممبران کی نامزدگیاں ہوسکیں۔اس طرح ووٹنگ کے روز اِن مردوزن اُمیدواروں کے انتخابات لڑنے کے متعلق عوام 'ہاں یا ناں' کی صورت میں حسب ذیل مطبوعہ فارم (بیلٹ پیپر) پر فیصلہ دیں گے جس کے تمام مراحل کا ویڈیو ریکارڈ بھی محفوظ رکھا جائے گا۔اس کے بعد بالواسطہ وبلاواسطہ جملہ اہل قرار پانے والے نامزد ممبران، باہم ایک دوسرے کے متعلق مبنی برحقائق رائے دے کر مقامی و بنیادی اکائی (اسمبلی) کی تشکیل کا حتمی مرحلہ مکمل کریں گے، مگر اس موقع پر رائے دہندہ ممبر، رائے زنی کرتے وقت اپنے متعلق رائے نہیں دے گا۔

نمبر شمار	مقامی اسمبلی کے ابتدائی مرحلہ میں شمولیت اختیار کرنے والے مردوزن افراد کے نام معہ ولدیت/زوجیت	عوام کی جانب سے "ہاں یا ناں" کی صورت میں دی گئی رائے جس کا ویڈیو بیان بھی محفوظ ہوگا	"ہاں یا ناں" کی صورت میں رائے دینے کی وجوہات جن کا حوالہ دینا ہوگا
1	A	ہاں	فیصلہ کُن شخصیت ہے۔
2	B	ہاں	ایماندار ہے۔
3	C	ہاں	پڑھا لکھا ہے۔
4	D	ہاں	ملنسار ہے۔
5	E	ناں	جذباتی ہے۔
---	---	---	---
---	---	---	---
---	---	---	---
---	---	---	---
38	X	ناں	عمومی شہرت اچھی نہیں ہے۔
39	Y	ناں	جھگڑالو ہے
40	Z	ناں	لین دین معیاری نہیں ہے۔

vi- یہ کہ دوسرے وآخری مرحلہ میں مذکورہ بالا عوامی رائے میں اہل قرار پانے والے نامزد ممبران، باہم ایک دوسرے کے متعلق رائے دے کر اکائیوں کی تکمیل کا حتمی مرحلہ مکمل کریں گے۔اس طرح اکثریتی رائے سے بالائی درجہ پانے والے اُمیدوار مطلوبہ تعداد میں اسمبلی/مجلس/کمیٹی یا پنچایت کے ممبران ہونگے۔جن کی باہمی رائے دہی میں اوّلیت پانے والا اکائی کا سربراہ (صدر) ہوگا۔رائے دہندہ نامزد ممبر، دوسرے نامزد ممبران کے متعلق رائے زنی کرتے وقت چناؤ کے مجوزہ فارم میں اپنے متعلق کسی بھی قسم کی کوئی رائے نہیں دیگا اور دوسروں کے متعلق اپنی طرف سے دی ہوئی رائے کے سامنے باقی مجموعی ممبران کی تعداد کے نمبر شمار کو ترتیب نزولی کے ساتھ الٹی گنتی کی شکل میں لکھ دے گا جو ممبران کے درجہ بدرجہ حاصل کردہ نمبر شمار ہونگے۔

(جاری ہے---P/15)

نامزد ممبران کی جانب سے باہم دی گئی رائے شماری کے تمام فارموں سے ہر ایک نامزد ممبر کے مجموعی نمبروں سے نتائج تیار کیے جائیں گے اور اکثریتی رائے سے بالائی درجہ پانے والوں پر مشتمل مطلوبہ تعداد کی اسمبلی/مجلس/کمیٹی یا پنچایت بن جائے گی۔ رائے شماری کی اس کارروائی کے مطابق گاؤں یا قصبہ کی عوام نے انتخابات کیلئے کھڑے ہونے والے مردوزن اُمیدواروں کے متعلق 'ہاں یا ناں' کی صورت میں فیصلہ دے کر A, B, C اور D وغیرہ مطلوبہ اکائی کے نامزد ممبران حتمی چناؤ کیلئے منظور کیے ہیں جن میں سے

''A ممبر کی باقی نامزد ممبران کے بارے میں مجوزہ چناؤ فارم پر دی گئی رائے کی ترتیب'' یوں ہے۔

نمبر شمار	نامزد ممبر کا نام معہ ولدیت/زوجیت	دیئے گئے نمبروں کی معقول وجہ	حاصل کردہ نمبر
1	C	محبِّ وطن عالم ہے	3
2	D	تعلیم یافتہ مگر نوجوان ہے	2
3	B	جذباتی ہے	1

''B ممبر کی باقی نامزد ممبران کے بارے میں دی گئی رائے کی ترتیب'' یوں ہے۔

نمبر شمار	نامزد ممبر کا نام معہ ولدیت/زوجیت	دیئے گئے نمبروں کی معقول وجہ	حاصل کردہ نمبر
1	A	بین الاقوامی امور میں ماہر ہے	3
2	D	کم پڑھا لکھا ہے مگر دیانتدار ہے	2
3	C	قوت فیصلہ کا حامل مگر ان پڑھ ہے	1

''C ممبر کی باقی نامزد ممبران کے بارے میں دی گئی رائے کی ترتیب'' یوں ہے۔

نمبر شمار	نامزد ممبر کا نام معہ ولدیت/زوجیت	دیئے گئے نمبروں کی معقول وجہ	حاصل کردہ نمبر
1	A	عسکری معاملات میں عالمی اتھارٹی ہے	3
2	B	نظریاتی وجغرافیائی علوم کا ماہر ہے	2
3	D	انسان دوست ہے	1

''D ممبر کی باقی نامزد ممبران کے بارے میں دی گئی رائے کی ترتیب'' یوں ہے۔

نمبر شمار	نامزد ممبر کا نام معہ ولدیت/زوجیت	دیئے گئے نمبروں کی معقول وجہ	حاصل کردہ نمبر
1	B	عالم، مفکر اور دردمند دل کا مالک ہے	3
2	A	قوت فیصلہ کا مالک لیکن انتہا پسند ہے	2
3	C	درمیانے درجہ کا اعتدال پسند تعلیم یافتہ ہے	1

مجموعی رائے شماری میں A ممبر کے حاصل کردہ نمبر : 3+3+2 = 8 نمبر

مجموعی رائے شماری میں B ممبر کے حاصل کردہ نمبر : 1+2+3 = 6 نمبر

مجموعی رائے شماری میں C ممبر کے حاصل کردہ نمبر : 3+1+1 = 5 نمبر

مجموعی رائے شماری میں D ممبر کے حاصل کردہ نمبر : 2+2+1 = 5 نمبر

(جاری ہے---P/16)

یہ کہ اس طرح گاؤں، قصبہ یا شہری علاقوں کی مقامی اکائیوں کیلئے C, B, A یا D وغیرہ نامزد ممبران میں سے بالائی مقام حاصل کرنے والے مطلوبہ ممبران کی تعداد پر مشتمل مجوزہ نظام کی **کلیدی اکائی** یعنی **مقامی اسمبلی** تشکیل پا جائے گی اور A ممبر کی طرح سب سے زائد نمبر حاصل کرنے والا ممبر اس **بنیادی مقامی اکائی کا سربراہ (صدر)** ہوگا۔ جبکہ دوسرے نمبر پر آنے والا نائب صدر، تیسرے پر جنرل سیکرٹری، چوتھے پر جوائنٹ سیکرٹری، پانچویں پر سیکرٹری مالیات (خزانہ)، چھٹے پر آنے والا سیکرٹری اطلاعات ہوگا۔ تاہم سیکرٹری نشر و اشاعت اور سیکرٹری سوشل میڈیا جیسے دیگر ٹیکنیکل عہدے موزونیت کے لحاظ سے صدور نامزد کریں گے جن کی منظوری مجوزہ طریقہ کار کے تحت متعلقہ تنظیم دے گی۔ **یہ مجوزہ طریقہ کار تمام سطحوں پر ممبران کے چناؤ کیلئے اپنایا جائیگا** اور اِس کی مشق سرکاری و پرائیویٹ سطح پر تمام تعلیمی و تربیتی اور مذہبی اداروں اور جیلوں جیسے مقامات میں باقاعدگی سے کروائی جاتی رہے گی۔ جبکہ C اور D کی مانند ایک جیسے نمبر حاصل کرنے والوں کا فیصلہ بذریعہ قرعہ اندازی ہوگا۔

تاہم **حکومتی ڈھانچہ** میں جس طرح مجوزہ طریقہ کار کے تحت منتخب ہونے والے **مقامی اکائی کے صدور یا کوئی بھی دیگر منتخب ہونے والے عہدیداران، ضلعی اسمبلی کے رُکن نہیں بن سکیں گے، بالکل ویسے ہی ضلعی اسمبلی کے منتخب صدور یا دیگر منتخب عہدیداران، مرکزی یا قومی اسمبلی کے رُکن نہیں بنیں گے۔ البتہ مقامی اکائی کا ممبر جو ضلعی اسمبلی کا رُکن منتخب کیا جائیگا، وہ باقی ممبران کی نسبت قدرے زیادہ پڑھا لکھا ہونا چاہیئے**۔ ایسے ہی ضلعی اسمبلی کا رُکن جو مرکزی (قومی) اسمبلی کا رُکن چُنا جائیگا وہ بھی ضلعی اکائی کے دیگر ممبران میں سے قدرے زیادہ شعوری بلوغت کا حامل پڑھا لکھا ہونا چاہیئے۔ اگرچہ روایتی تعلیم متعلقہ شعبہ کا مخصوص علم اور الفاظ کا ذخیرہ تو عطا کرتی ہے مگر عمرانی و سماجی زندگی کا عملی تجربہ و کردار زیادہ اہمیت کے حامل ہونے چاہیں۔ بہرطور جب مجوزہ نظام میں آنے والی نسلوں کے ہر مرد و زن کو یکساں مواقع میسّر ہونگے تو ایسے میں سبھی ممبران کا پڑھا لکھا ہونا ضروری ہوگا اور خلافت میں خلافِ اسلام وراثت کو فروغ دینے کی بجائے مسندِ خلافت کے حقدار کیلئے علم و دیانت کو معیار بنایا جائیگا۔ اس لئے جب تک تعلیم جیسی بنیادی سہولتیں سب مرد و زن کیلئے یکساں طور پر مہیا نہیں ہو جاتیں تب تک آغاز میں محلے، شہر اور ملک کا نظم و نسق چلانے کا حق اَن پڑھ غریب لوگوں کو بھی اتنا ہی ہوگا جتنا کہ پڑھے لکھے امیرزادوں کو ہے، تاکہ ہر ایک کو اپنے اچھے بُرے اعمال کا ذمہ داری کے ساتھ احساس رہے۔ یوں انتخابات میں حصہ لینے والوں کا نام، پتہ، تصویر، جائیداد، عمر اور تعلیم وغیرہ پر مبنی گوشوارہ کی تفصیل کا حامل CV ووٹر فارم (بیلٹ پیپر) کے ساتھ منسلک ہوگا جو ضلعی و قومی اکائی تک منتخب ہونے والے ممبران کے ساتھ ارسال کیا جائے گا تاکہ دیگر مرحلوں کے جملہ انتخابات کے وقت ووٹنگ کی نسبت تقابلی جانکاری و جائزہ کیلئے استعمال میں لاکر قابل افراد کو اکائیوں کے ممبران و عہدیداران کے طور پر منتخب کیا جا سکے۔ **حکومتی ڈھانچہ کے برعکس** معمولی فرق کے ساتھ **"یک جماعتی نظام"** کے **"تنظیمی ڈھانچہ"** میں ذیلی اکائی کا صدر اور جنرل سیکرٹری بالائی تنظیم کے ممبران ہوں گے اور یہ طریقہ کار بالترتیب باقی اکائیوں پر بھی صادر آئے گا۔

یہ کہ **ایک پائی خرچ کیے بغیر فاضل وکلاء کی تنظیم سازی** بھی مجوزہ انتخابی نظام کے تحت ممکن ہے کہ تنظیمی ڈھانچہ میں کلیدی کردار کی حامل تحصیل بار ایسوسی ایشنز کے مجوزہ طریقہ انتخاب میں منتخب ہونے والے صدور اور جنرل سیکرٹریز ضلعی بار ایسوسی ایشن کی باڈی کے بھی ممبرز ہوں گے جو ضلع سے متعلق فیصلوں میں معاون ہونگے۔ اسی طرح ضلعی بارز کے صدور اور جنرل سیکرٹریز صوبائی وفاقی بار ایسوسی ایشنز کے ممبر ہوں گے جو متعلقہ ہائی کورٹس میں پندرہ سال سے پریکٹس کرنے والے وکلاء کی مروجہ طریقہ انتخاب کے ذریعے منتخب شدہ ہائی کورٹس کی بار ایسوسی ایشنز کی ایگزیکٹو باڈیز کے ساتھ مل کر فیصلہ سازی میں اپنا کردار ادا کریں گے۔ جبکہ تمام اضلاع کی نمائندگی پر مشتمل ہائی کورٹس کی بار ایسوسی ایشنز کے صدور اور جنرل سیکرٹریز پاکستان بار ایسوسی ایشن کے ممبر ہوں گے جو سپریم کورٹ میں بیس سال سے پریکٹس کرنے والے وکلاء کی مروجہ طریقہ انتخاب کے ذریعے منتخب شدہ پاکستان بار ایسوسی ایشن کی ایگزیکٹو باڈی ہائی کورٹس کی بار ایسوسی ایشن کے نمائندوں کے ساتھ مل کر قومی سطح کے معتبر فیصلے کریں گے۔

(جاری ہے---P/17)

17- تمام زیریں و بالا بار ایسوسی ایشنز کو باہم آن لائن اور واٹس ایپ گروپس کے ذریعہ منسلک کیا جائے گا تا کہ بیک وقت جملہ اراکین و عہدیداران کو بارز کے متعلقہ پروگرامز اور فیصلوں کے متعلق اَپ ڈیٹ رکھا جا سکے۔ نیز بارز کی ویب سائیٹس بنا کر اُن کے تمام ممبران و عہدیداران کی تفصیل اور ہونے والے ایونٹس اَپ لوڈ کیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ اشٹام فروشی اور ہمہ قسم معاہدے اسناد یافتہ وکلاء کی وساطت سے تحریر ہوں گے۔ جبکہ زیریں و بالا بارز اپنی اپنی سطح پر ہر عہدہ میں دوسرے نمبر پر آنے والی رنر اَپ باڈیز متعلقہ بار ایسوسی ایشنز کا آڈٹ اور حزبِ اختلاف کے امور سر انجام دیں گی۔ انتخابات میں حصہ لینے والا ممبر خود کیلئے ووٹ نہیں ڈالے گا اور کوئی بھی اُمیدوار یا ووٹر کسی قسم کی انتخابی مہم نہیں چلائے گا۔ خلاف ورزی کرنے والے اُمیدوار اور ووٹرز انتخابی دوڑ سے باہر ہو جائیں گے۔ جبکہ چیمبر کے حامل ریگولر پریکٹس کرنے والے یا کسی لاء کے ادارے میں تعلیم و تدریس سر انجام دینے والوں کے علاوہ سال میں کم از کم پانچ یا اس سے زائد کیسوں میں اپنا وکالت نامہ دے کر کیسوں کو منطقی انجام تک پہنچانے والے ہی ووٹرز قرار پائیں گے۔ انتخابات میں حصہ لینے والوں کی اہلیت و نا اہلیت کے قائم کردہ معیار کے ساتھ اُمیدواروں کا نام، پتہ، تصویر، جائیداد، عمر اور تعلیم وغیرہ پر مبنی تفصیلی پروفائل ووٹر فارم (بیلٹ پیپر) میں درج ہوگا جو رائے شماری کیلئے الیکشن کمیٹی کی جانب سے متعلقہ بارز کے جملہ ووٹرز کے حوالہ کیا جائے گا جس پر ووٹرز اُمیدواروں کی جانب سے حلفاً جمع کروائی گئی مذکورہ معلومات کے تقابلی جائزہ و جانکاری کے بعد اپنے ضمیر کے مطابق مبنی بر حقائق رائے زنی کریں گے۔ ایسے میں ہر سال کی بجائے دو یا تین سال بعد الیکشن کروانا موزوں و مناسب ہوگا اور پروفیشنلزم فروغ پانے سے سائلین کا بھی بھلا ہوگا۔ <u>اہلیت</u> کے معیار میں صدر کم از کم 15 سال، نائب صدر 12 سال، جنرل سیکرٹری اور دیگر عہدیداران 10 سال کی ریگولر پریکٹس کے حامل لاء گریجویٹس ہوں گے جو مجموعی پریکٹس میں سے کم از کم پانچ سال اپنے چیمبر سے خودمختار پریکٹس کے حامل مکمل ہوں گے اور اپنے کریڈینشلز کی متعلقہ اداروں سے تصدیق کروا چکے ہوں گے۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن، ہائیکورٹس اور ان کے بینچ یا پاکستان بارز کی پریکٹس کے لائسنس ہولڈرز اپنی بنیادی بار ہی کیلئے ووٹ کاسٹ کر سکیں گے۔ جبکہ <u>نا اہلیت</u> میں پریکٹس کا مطلوبہ معیار نہ ہونا اور ججز، ووٹرز اور سائلین کی جانب سے اندراج کروائی گئی شکایات میں قصوروار ثابت ہونا، سزا یافتہ ہونا، جعلی اسناد کا حامل ہونا۔ ریپ، اغواء، قتل، سمگلنگ اور فراڈ جیسے سنگین مقدمات میں نامزد ملزم ہونا۔ ملکی سالمیت کے خلاف سرگرم ہونا۔ سرکاری واجبات میں ڈیفالٹر ہونا۔ ایگزیٹ کنٹرول لسٹ میں نام شامل ہونا۔ اشتہاری اور احتساب کے اداروں کو مطلوب ہونا۔ قرضہ معافی کے علاوہ سرکاری و پرائیویٹ املاک پر قابض ہونا۔ کرائم ہسٹری شیٹر ہونا۔ نشئی اور فاتر العقل ہونا نا اہلیت میں شامل ہوگا۔

نمبر شمار	پوائنٹس دیئے جانے کی وجوہات	حاصل ہونے والے پوائنٹس
-1	لاء میں پی ایچ ڈی کی فی ڈگری کے 05 نمبر ہونگے۔	------
-2	ایل ایل ایم کی فی ڈگری کے 04 نمبر ہونگے۔	------
-3	کسی بھی فیلڈ میں دو سالہ فی ڈگری کے 03 نمبر ہونگے۔	------
-4	کسی بھی فیلڈ میں ایک سالہ فی ڈگری کے 02 نمبر ہونگے۔	------
-5	کسی بھی فیلڈ میں چھ ماہ کے فی ڈپلومہ کے 01 نمبر ہونگے۔۔	------
-6	ممبر بار (ووٹر) اُمیدوار کو کم از کم 01 اور زیادہ سے زیادہ 05 نمبر دے سکے گا۔ کم یا زیادہ نمبر دینے کی وجہ:-------------------------	------
	کُل حاصل کردہ نمبر:	------

(جاری ہے---P/18)

علاوہ ازیں اصلاحِ احوال کی نسبت ہر بار ایسوسی ایشنز کی سطح پر مقدمات کی کارروائی جانچنے کی خاطر سرکاری طور پر سینئر و تجربہ کار وکلاء و ججز پر مشتمل جیوریز تشکیل دی جائیں گی جو ناقص کارکردگی دکھانے والوں کو دوبارہ مخصوص مدّت کیلئے اصلاح کے طور پر سینئر ایسوسی ایٹس کے زیرِ نگرانی پریکٹس کرنے کا پابند بنائے گی۔ یہی جیوری تجربہ و عمر کے قائم کردہ معیار کے مطابق وکلاء میں سے مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں کو ڈسٹرکٹ کورٹس کے سینئر سول و سیشن ججز، بار کی ایگزیکٹو اور رنر اَپ باڈیز کی لازمی تحریری مشاورت سے ججز کی تعیناتی کی سفارشات وزارت قانون کو پیش کرے گی اور تعینات ہونے والے ججز ڈسٹرکٹ کورٹس سے ترقی پا کر ہائیکورٹس اور پھر سپریم کورٹ تک میرٹ کی بنیاد پر جاسکیں گے۔

18- **یہ کہ روزِ قیامت کو جس طرح ہر ایک کا اعمال نامہ کتابی شکل میں اُسکے گلے میں لٹکا ہوگا جس سے انسان کا کوئی عمل پوشیدہ نہیں رہے گا** (86/4)۔ بالکل ایسے ہی حدیث میں ذکر ہوا ہے جن کی رو کے مطابق جرائم کی سنگینی مشتہر کی جائے گی۔ حکمِ الٰہی کے اِن احکامات کی پیروی کرتے ہوئے پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) نے ایک ایسا نظام تجویز کیا ہے جس میں وضع شدہ خودمختار مقامی اکائیاں خودکار طریقہ کار کے تحت اپنے حلقہ کی عوام جس میں کوئی جج، جرنیل، صحافی، بیوروکریٹ، سرمایہ دار اور جاگیردار بھی شامل ہوسکتا ہے، ان سمیت تمام چھوٹے بڑے پاکستانی مرد و زن کے **'پیدائش سے وفات'** تک کے تازہ ترین گوشوارے ہر وقت مکمل رکھیں گی اور ایسے میں خشت و خون پر مبنی مخصوص مقاصد کیلئے عمل میں لائے جانے والے کسی بھی نام کے ساتھ انوکھے و ماورائے عقل نیشنل ایکشن پلانز اور جعلی پولیس مقابلوں کی قطعاً ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ اس طرح **مروجہ نظام کے تحت زندگی بسر کرنے والے جملہ زندہ افراد مجوزہ نظام کے نفاذ پر اعلان کردہ مخصوص عرصہ کے دوران اپنے گوشوارے ہر صورت میں مکمل کروائیں گے، بصورت دیگر ریکارڈ پر نہ لائے جانے والے اثاثے بحق سرکار ضبط تصور ہوں گے۔**

19- یہ کہ ہر فرد کے **'ریکارڈ'** کی کھولی گئی فائل میں اُس کی پوری زندگی کے سلسلہ وار میڈیکل چیک اَپ کی ہسٹری، بلڈ گروپ، تعلیمی اسناد کا ریکارڈ، بیرون ممالک سفری اجازت نامہ اور بینک اکاؤنٹس کھلوانے یا خرید و فروخت کرنے جیسے امور مقامی اکائیوں کے اجازت ناموں (NOCs) سے مشروط ہونے کے سبب ایسے جملہ میزانوں کا **ریکارڈ** (اعمالنامہ) خودبخود مرتب ہوتا رہے گا جس سے مردم شماری اور ووٹرز لسٹ جیسی تمام کارروائیاں خودکار طریقہ کار کے تحت اَپ ڈیٹ ہوتی رہیں گی اور قوم کے بچے بچیوں کے درست ریکارڈ کے ساتھ بروقت رشتے ناتے کروانے میں بھی یہ اکائیاں معاون ثابت ہوں گی۔ یکساں معیار کے ساتھ اسلامی رو کے مطابق بروقت شادی بیاہ جیسے اُمور انہی اکائیوں کی زیرِ نگرانی نمٹائے جائیں گے جو آئین کے **آرٹیکل 35** کی تکمیل ہوگی جس کے تحت تحفظ خاندان، شادی، ماں (باپ) اور بچوں کے بشری تقاضوں کو مدِنظر رکھا گیا ہے۔

20- یہ کہ متعلقہ اکائیوں کی نگرانی میں ہر شعبے کے سینئر اور ریٹائرڈ افراد پر مشتمل کمیٹیاں ہمہ وقت اپنے پیشوں سے متعلقہ افراد کی کارکردگی جانچیں گی۔ ہر شعبہ کو مساوی مواقع و سہولتیں دی جائیں گی۔ تمام مقامی اکائیوں کی سطح تک میڈیا کی رسائی و نمائندگی یقینی بنائی جائیگی۔ مجوزہ نظام کے تحت **آن لائن باہم منسلک یہ مقامی اکائیاں ہی ضلعی و قومی اسمبلیوں کی کلید** ہوں گی جن کے ذریعہ کسی بھی قسم کا حقیقی سروے، اشتہاری و جرائم پیشہ افراد اور اغواء شدگان کی ملک بھر میں موجود باہم منسلک اکائیوں کو بھجوائی گئی ان کی تصاویر چوکوں چوراہوں میں چسپاں کروا کر اُن کا بروقت و فوری سراغ لگایا جاسکے گا۔

21- یہ کہ مقامی، ضلعی اور قومی سطح پر تعمیری سرگرمیوں اور صحتمند تفریحات کو زندگی کا معمول بنایا جائیگا تاکہ ذہنی و جسمانی بیماریوں کو کم کیا جاسکے اور عقل و شعور کی فصل کاشت کرنے کے تمام اسباب پیدا ہوں۔ مجوزہ اکائیوں کی زیرِ سرپرستی سابقہ و ماہر کھلاڑیوں کی معاونت سے کھیلوں کی

(جاری ہے---P/19)

قائم کردہ اکیڈمیاں ممکنہ گیموں کے مقابلے منعقد کروائیں گی۔ اعلیٰ سے ادنیٰ ملازمین کے دفاتر کی درمیانی دیواریں ہٹا کر ہال نما عمارتیں بنائی جائیں گی جہاں ہر سرکاری وغیر سرکاری افراد کیلئے طہارت خانے اور کیچن جیسے عوامی اہمیت کے حامل مقامات مشترک ہوں گے، تاکہ صفائی ستھرائی کا ہر وقت معائنہ ہونے سے یہ صاف وقابل استعمال رہیں۔ مقامی اکائی کی سطح پر صحت و تعلیم اور روزگار وغیرہ کی ہر ممکنہ بنیادی سہولتیں مہیا کی جائیں گی، تاکہ شہری و دیہی آبادی کے پھیلاؤ میں توازن قائم رہ سکے۔

22- یہ کہ فطرت نے چرند پرند کے جنسی جذبہ کو صرف مخصوص موسم اور وقت پر ہی بیدار کر کے از خود تحدید کر دی ہے، جبکہ صاحبِ ارادہ انسان کو اپنے حالات کی روشنی میں افزائشِ نسل کی نسبت منصوبہ بندی کا پورا اختیار دے کر بہت بڑی گنجائش سے نوازا ہے جسے ضبطِ ولادت میں حائل اور جنسی اشتعال دلانے والے اسباب کا خاتمہ نہ کر کے عقل وشعور کے بغیر بلا سوچے سمجھے جاری رکھنا (اسلامی) اخلاقیات کے منافی قرار پانا چاہیے۔

23- یہ کہ ہمارا بھی ترقی یافتہ ممالک کی مانند قومی سطح پر یکساں نظامِ تعلیم اپنی قومی زبان میں ہوگا جس میں دینی و دُنیاوی تعلیم ایک ہی وقت میں دی جائے گی اور دیگر زبانوں میں مہارت حاصل کرنا اختیاری ہونے کے علاوہ اہم عالمی زبانوں کی مفید کُتب کا اردو ترجمہ کر کے لائبریریوں کی زینت بنایا جائے گا۔

24- یہ کہ سمعی وبصری آلودگیوں کا خاتمہ اور خوشی وغمی پر شاہانہ نمود ونمائش پر مکمل پابندی عائد کی جائے گی۔ پبلک ٹرانسپورٹ کو معیاری بنا کر عوامی ترجیح بنانے کے ساتھ ٹرانسپورٹ اڈوں پر چیک اینڈ بیلنس کے حکام تعینات ہوں گے۔ عدالتی بنچوں میں محض جج ہی مقرر نہیں ہوں گے بلکہ اُن کے علاوہ کیس کی مطابقت سے ماہرِ نفسیات، عمرانیات، معاشیات، جنسیات اور سورہ شعرآء اور فاطر میں بیان کردہ معیار پر پورا اُترنے والے عالمِ دین بھی شامل ہوں گے۔ ہمہ وقت نگرانی کرنے والا موبائل عدالتی نظام اس کے علاوہ ہوگا۔

25- **یہ کہ دینِ فطرت کی رو سے عالم صرف مذہبی علم رکھنے والا نہیں، بلکہ موجوداتِ کائنات (دین) سے متعلق معاملات کی سوجھ بوجھ رکھنے والا ہی عالم ودانا اور لیڈر کہلائے گا۔** قرآن میں علماء کا لفظ صرف سورہ شعرا (197) و فاطر (28,27) میں ایسے دو مقامات پر آیا ہے جہاں بادلوں کے مینہ برسانے اور انواع واقسام کے پھل پیدا ہونے سمیت پہاڑوں، انسانوں، جانداروں اور مویشیوں کا سائنسی علم یعنی علم الفطرت کا احاطہ کیا گیا ہے جو طبیعات، نباتیات، طبقات الارض، حیوانیات اور انسانیات کے متنوع شعبوں پر غور وفکر سے متعلق کائناتی وانسانی زندگی کے عملی گوشوں کا احاطہ ہے۔ اس لئے **کائناتی قوانین کو سامنے رکھ کر ہر آن غور وفکر کرتے رہنے (اور عمل کرنے) کو ہی دراصل قرآن نے ذکر وفکر سے تعبیر کیا ہے، یہی مومنین کا شعار ہے** (45/3-6) جن کے سامنے نظامِ ربوبیت (نظامِ مصطفیٰ) بے نقاب ہو کر رہ جاتا ہے۔ یہی متقیوں کی پہچان ہے جو کائناتی نظام پر غور وفکر اور اشیائے فطرت کی تحقیقات کیلئے عملی جدوجہد کرتے ہیں۔ اسی کو علم اور اس کے حاملین کو قرآن کی رو سے علماء کہا گیا ہے، جنہیں دورِ حاضر کی اصطلاح میں سائنسدان اور کائناتی مفکّر بھی کہہ سکتے ہیں۔ قرآن نے فرمایا ''خدا کی عظمت وہیبت کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جو کائناتی مظاہر کے خارجی پہلوؤں پر غور وفکر کر کے حقیقتِ ثابتہ ہونے کا یقین کریں اور کرائیں گے''۔ گویا ''تسخیرِ فطرت اور اتباعِ قوانینِ خداوندی کی دونوں شرائط پر پورا اُترنے والے ہی مومن وعالم کہلا سکتے ہیں''۔ یہی وجہ ہے کہ مہد سے لحد تک حصولِ علم کی نصیحت کے ساتھ علم کی فضیلت کے بارے میں اکثر یہ فقرے بطورِ حوالہ ہمیں پیش کیے جاتے ہیں کہ ''علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے''۔ حالانکہ غیر مسلم احکامِ الٰہی یعنی قرآن کی مطلوبہ (روایتی) تعلیم دینے سے قاصر تھے۔

(جاری ہے---P/20)

26- یہ کہ تمام اداروں کا انتظامی ڈھانچہ وفاقی سطح پر منظّم ہوگا جن میں مخصوص تعلیمی معیار کے ساتھ بلا امتیاز نچلی سطح سے بھرتی کا آغاز کر کے معاشرے کو غیر طبقاتی بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ یعنی سب کو ایک جیسا ماحول اور یکساں سہولتیں دے کر تعلیم و اخلاق کے مطلوبہ معیار پر بنیادی پے سکیل کے ساتھ ابتدائی عہدہ میں تعینات کر کے ایسا ادارہ جاتی ماحول مہیا کیا جائے گا جس میں کوئی بھی ملازم اپنی صلاحیتوں کے بل بوتے پر اصحابِ صُفّہ کے مماثل ادنیٰ سے اعلیٰ مدارج طے کرتا چلا جائے گا۔ ہر مرد و زن کو موقع دیا جائے گا کہ اُس میں جو بننے کا امکان ہے وہ بن سکے اور غیر متعلقہ فیلڈ کا انتخاب کرنے کی بجائے اپنے ہی شعبہ میں خدمات سرانجام دے گا جس میں کہ اُس نے تعلیم و تربیت حاصل کی ہوگی۔

27- یہ کہ قرآن و سنّت کی انسانیت افروز ہدایات پر عمل کرتے ہوئے ہر شخص کی عزت قوم، رنگ، نسل اور پیشہ کی بجائے انسان ہونے کی جہت پر کی جائے گی جو مجوزہ نظام کے تحت امتیازات ختم کر کے ہی ممکن ہوسکتی ہے۔ ریاست کی زیرِ نگرانی ہر بالغ مرد و زن کو ڈرائیونگ سیکھانے سمیت مخصوص عرصہ کیلئے لازمی عسکری تربیت دے کر شعور و آگہی کی جہادی روح تازہ کی جائے گی۔ لمحہ بھر کیلئے اگر 'جہاد' جس کے لفظی معنی اگر انتہائی کوشش کرنے اور کسی علمی، ادبی، معاشرتی اور معاشی بنیادوں پر جدید (جنگی) ساز و سامان تیار کرنے کے عملی کام کو اُسکے درجہ کمال تک پہنچانے کے تصور کیے جائیں تو محض جنگی حکمت عملی کو پروان چڑھانے کی بجائے علم و ہنر پر مبنی جدید ٹیکنالوجی کے حصول جیسے نظر انداز پہلوؤں پر محنت کر کے اِن کی معراج سے از خود جہاد کا مقصد پُر امن طریقے سے پورا کیا جاسکے گا، جس کی مثالیں ترقی یافتہ ممالک کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

28- یہ کہ مجوزہ نظام کے تحت کمیونٹی کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مساجد کی تعمیر کو منصوبہ بندی کے ساتھ حکومت کی زیرِ نگرانی لایا جائے گا اور مقامی اکائیوں/اسمبلیوں کا صدر دفتر علاقہ/گاؤں کی جامع مسجد سے ملحقہ ہوگا۔ مخصوص فرقوں کی ترجمان مساجد (میں داخلے) پر ہمیشہ کیلئے پابندی عائد کردی جائے گی (9/108) اور بھلائی کی تعلیم پر مبنی ایم اے اسلامیات کا حامل غیر متنازعہ قومی اکیڈیمی کا تربیت یافتہ امام مقابلے کے امتحان کے بعد گزٹڈ گریڈ کا سرکاری ملازم تعینات کیا جائے گا جو بطور سیکرٹری نمازیں پڑھانے سمیت اپنے عملہ کے ساتھ مقامی اکائی کے پلیٹ فارم سے عوامی امور نمٹائے گا، تاکہ عبادات کی عملی زندگی کے ساتھ تطبیق ہو کہ صحیح معنوں میں برائیوں کا خاتمہ ہوسکے اور عوام کا سرکاری اداروں سے براہ راست رابطہ منقطع کر کے انفارمیشن ٹیکنالوجی سے پبلک سیکٹر کے متعلقہ جملہ امور مقامی اکائیوں کے ذریعہ تعین شدہ دورانیہ میں اداروں سے انجام دلوائے جائیں گے جس سے ہمیشہ کیلئے کرپشن سے پاک معاشرہ قائم ہوگا اور عوام کو کہیں جائے اور وقت و کرایہ لگائے بغیر ''بن دام'' اپنی دہلیز پر ہی مسائل کا بروقت حل مل سکے گا۔

29- یہ کہ مجوزہ نظام میں شخصیت پرستی کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے، تاکہ تحریک کے خدوخال کی شکل باقی رہے۔ ایک قوم کی تشکیل کیلئے ضروری ہے کہ خواص کی عیاشی کا سبب بننے والے متعصب ناموں والے صوبوں کی بجائے مقامی و ضلعی سطح کے انتظامی یونٹس/اکائیوں کی حامل وحدتی ریاست بنائی جائے گی جو پنجابیوں، سندھیوں، پختونوں اور بلوچوں و دیگران کو ایک قوم بنادے گی جس سے قرآن کے آفاقی تصور کی عملی شروعات ہوں گی جو تمام انسانوں کو ایک عالمگیر برادری (کنبہ) یعنی اُمتِ وحدہ کہہ کر (2/213) اسلام اپنے دامن کو اتنا وسیع کر لیتا ہے کہ سیکولرازم و کمیونیزم جیسی تمام لبرل ازم کی اصلاحات کا مفہوم اس کی آغوش میں آجاتا ہے۔

(جاری ہے---P/21)

30- یہ کہ مجوزہ نظام میں بلاتفریق عوام کوتمام سہولتیں میسّر ہونگی جوآج صرف خواص کومل رہی ہیں۔خواص کی میسّر سہولتوں میں کمی لانے کی بجائے عوام کی سہولتیں بڑھا کر یکساں ومساوی کردی جائیں گی۔ کیونکہ فطری تقاضوں کے مطابق بادشاہ وگدا کی **بنیادی انسانی ضروریات** برابر ہوتی ہیں۔اس لئے حکمرانوں کی تنخواہ ایک مزدور کے برابر کردی جائے گی۔معاشی عدل سے طبقاتی تقسیم کوکم ازکم سطح پر لاکر معاشرے کی سماجی کیفیت جنت کی سی بنائی جائے گی، تاکہ کسی کو بھوک، پیاس اورلباس ومکان کاغم نہ ستائے (41/10,2/35,20/118) جس کیلئے وسائل کی تقسیم ازسرنوع ہوگی اورانفرادی ملکیت کی زیادہ سے زیادہ حدبندی کرکے دولت کو بدن میں دوڑنے والے خون کی مانند معاشرے کے ہر طبقے میں اس طرح پھیلایا جائے گا کہ لوگ زیادہ ملنے سے بدمستیوں میں مبتلا اورمحروم رہنے سے بدبختی کا شکار نہ ہوجائیں۔

31- یہ کہ ''جس نے مال جمع کیا ہواوراُسے بار بارگنتا ہو(کہ یہ مال اُس کے پاس ہمیشہ رہنے والا ہے)(104/2) وہ یہ جان لے کہ خیرات کے طور پر دی جانے والی زکوٰۃ کا مروجہ تصورقرآن کی منشاء کے منافی ہے۔قرآن کی صراحت کے مطابق ایک شخص کواس کے خالصتاً منافع کے ایک صد میں سے بیس روپے کے حساب سے آٹھ مختلف زمروں میں ادا کرنے کا پابند بنایا گیا ہے۔ہمیں صحیح سلامت پیدا کرکے ہمارے لئے زمین، ہوا، پانی اور روشنی جیسے وسائل کے ماخذ کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے عطیہ قدرت سے نوازا ہے جس سے ہمیں مال غنیمت کے طور پر رزق ملتا ہے جس پر ہم سانپ بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور حاجت مندوں کونظرانداز کرکے ناشکری کا مظاہرہ کررہے ہیں۔مگر ربِّ کریم فرماتا ہے کہ'' جان لوکہ جو کچھ منافع کامال (غنیمت) تم نے حاصل کیا ہے اس کا پانچواں (1/5) حصہ (i) اللہ تعالیٰ، (ii) پیغمبرؐ، (iii) رشتہ داروں، (iv) یتیموں، (v) محتاجوں اور (vi) مسافروں کیلئے ہے۔اگراللہ تعالیٰ (کی غیبی مدد) پرایمان لائے اوراُس چیز پر جو فیصلے کے روز، (یعنی) جس دن دونوں فوجیں باہم مقابل ہوئی تھیں (یعنی دوجمع آپس میں ملے تھے)، ہم نے اپنے بندے پر (چیزیں) نازل کی تھی۔اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (8/41) جس کی تائید میں ''فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کوان بستیوں کے لوگوں سے دلوادے، وہ اللہ تعالیٰ، رسولؐ، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اورمسافروں کیلئے ہیں، تاکہ وہ (مال) تمہارے مالداروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے۔جو کچھ رسولؐ تمہارے حوالے کردے، وہ لے لیا کرو۔جس سے تمہیں روک دے تو تم رُک جایا کرو (59/7)۔ یہ مال (vii) ''اُن غریب مہاجرین کیلئے (بھی) ہے، جو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے بے دخل کردیئے گئے ہیں۔یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ اوراُس کے رسولؐ کے مددگار ہیں (تھے)۔یہی لوگ سچے ہیں (59/8) اوراُن لوگوں کا بھی حق ہے'' (viii) جو اُن سے پہلے ہی ایمان لاکر دارالسلام میں مقیم تھے۔جوکوئی ہجرت کرکے ان کے پاس آتا، یہ لوگ اس سے محبت کرتے۔جو کچھ بھی اُنہیں دے دیا جاتا (اُسے قبول کرتے اور پھر)، یہ اپنے دلوں میں اس کی کوئی حاجت تک محسوس نہیں کرتے اور (دوسروں کو) اپنے آپ پر ترجیح دیتے۔خواہ وہ خود محتاج ہوتے (59/9)۔

32- یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں منافع کا پانچواں (1/5) حصہ (دوسروں کو) دینے کے بعد (مزید) اپنی حیثیت اورانسانی ہمدردی و ذمہ داری ادا کرنے کی خاطر آزاد چھوڑ دیا ہے جس کی کوئی حد مقرر نہ کرکے ایک دیگر زمرے (ix) کیلئے فرمایا کہ'' اے ایمان والو اگرتم پیغمبرؐ سے تخلیہ (سرگوشی یا تنہائی) میں بات کروتو اس تخلیہ کی گفتگو سے پہلے کچھ صدقہ دو۔یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے۔ اگر تم (صدقہ دینے کیلئے) کچھ نہ پاؤ تو اللہ تعالیٰ یقیناً بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے (58/12)۔''سوجو کچھ منافع کا مال (غنیمت) تم نے حاصل کیا ہے اسے حلال اور پاک سمجھ کر کھاؤ۔اللہ سے ڈرتے رہو، وہ بخشنے اور رحم فرمانے والا ہے (8/69)۔

(جاری ہے---P/22)

33- یہ کہ زمین جیسے عطیۂ قدرت کو بلاشبہ **'محنت میری رحمت تیری'** سے مشروط کیا جائے گا اور کوشش کی جائے کہ رزق کے سرچشمے قرآنی معاشرہ (اسلامی حکومت) کی تحویل میں رہیں (55/10,41/10,104/1-2,9/34-35)۔ تکذیبِ دین کا سبب بننے والے لامحدود رقبوں کی حد بندی کی جائے گی، کیونکہ اراضی اللہ کی ہے، نا کہ تیری نہ میری (7/73)۔ صد حیف! کہ بھارت کی قیادت نے آزادی کے روز ہی زرعی اصلاحات کا اعلان کر کے جاگیرداری نظام کا خاتمہ کر دیا جو ہم ہنوز نہ کر سکے ہیں۔ اس لئے زرعی اصلاحات سمیت آجر اور اجیر کے درمیان سرمایہ اور پیداواری تقسیم، کنسورشیم کی بنیاد پر حصص اور عدل و احسان پر رکھی جائے گی جس کے تحت قرآنی نظام رائج کرتے ہوئے زمین اتنی ہی اور اُس شخص کو ملے گی جو وہ خود کاشت کر سکے گا اور غیر حاضر زمینداروں سے زمینیں واپس لے کر قوتِ کاشت سے زائد اراضی مقررہ یونٹس کے مطابق محنت کش مستحقین میں بانٹ دی جائیگی، تا کہ مومنین کے ہاتھوں متشکل اسلامی معاشرے میں خدا کا وہ فرمان پورا ہو کہ تمام نوع کے رزق کی ذمہ داری اللہ کی ہے۔ اس طرح محنت کرنے والوں کا استحصال نہیں ہوگا جو دستور کے **آرٹیکل 3** کی بھی تکمیل ہے۔ گویا کاشتکار زمین کی پیداوار میں سے صرف محنت کے معاوضہ کے حقدار ہوں گے کہ اُن کی انفرادی و اجتماعی نشوونما ہو سکے جس سے نفع خوری کی ہوس کا خاتمہ ہوگا اور مسلمان برائے فروخت کے دھبہ لگنے سے بھی بچ جائیں گے۔ ملازمین کی طرح کسان بھی عمر کی مخصوص حد تک پہنچنے کے بعد پنشن لیں گے اور اُن کے زیر استعمال اراضی موقع پر حاضر کسی دیگر خود کاشتکار کسان کو ریٹائرمنٹ کی عمر تک کیلئے منتقل (الاٹ) کر دی جائے گی۔ اس طرح زر، زن اور زمین کیلئے بہنے والا خشت و خون نہ صرف رُک جائے گا بلکہ عدالتوں میں بلاجواز ہونے والی مقدمہ بازی کا خاتمہ ہوگا۔

34- یہ کہ اسلام ارتکازِ زر کی نفی اور باہمی تعاون کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اس لئے بینکوں کی حیثیت قرض خواہ کی بجائے حصہ دار کی ہوگی اور یہ سب تب ہی ممکن ہوگا جب سیاست، زراعت اور صنعت کی انٹرلاکنگ کا خاتمہ ہوگا۔ جدید مشینی سہولتوں سے مستفید ہو کر اشتراکی بنیادوں پر اجتماعی کاشتکاری عمل میں لائی جائے گی جس سے تفریق و نفاق کا سبب بننے والے سماجی و معاشی نظام کا خاتمہ ہوگا اور زمین جیسے **'عطیۂ قدرت'** محنت سے مشروط ہو جائیں گے۔ بیشک جسم کی نشوونما، چیزوں کو اپنے تصرف میں لانے سے ہوتی ہے، جبکہ ذات کی نشوونما، دوسروں کو دینے سے ہوتی ہے۔ اس لئے محنتانہ کا حسبِ ضرورت معاوضہ لے دے کر باقی سب حاصل شدہ وسائل کو قومی خزانہ کے ذریعہ معاشرے کے ضرورتمند، بے بس و لاچار اور فطری طور پر معذور طبقوں کی نشوونما کیلئے مختص کیا جائے گا جس سے زکوٰۃ، عشر، صدقہ و خیرات اور فطرانہ جیسے عبوری بندوبست کی ضرورت باقی نہ رہے گی اور آخر کار **''نظامِ ربوبیت''** (نظامِ مصطفیٰ) کی شکل میں قرآن کے احکامات و قوانین کے نفاذ سے **''نظریۂ پاکستان''** کا حصول ممکن ہو جائے گا۔

35- یہ کہ ہر فرد سے اس کی ذہنی و جسمانی صلاحیت کے مطابق ڈیوٹی لے اس کی بنیادی ضروریات پوری کی جائیں گی جو کہ **آرٹیکل 3** کی تکمیل ہوگی۔ بیشک اللہ نے ہر مرد و زن کو اپنی استعداد کے مطابق محنت کرنے کا قانوناً و اخلاقاً مکلّف بنایا ہے (53/39) جو اپنے محنتانہ سے اپنی ضرورت کیلئے کم از کم اپنے پاس رکھ کر عدل و احسان اور صلہ رحمی کے تحت (16/90) باقی اُن کو لوٹا دے (گا) جن کا حق ہے (59/9) اور پھر کسی شکریہ و ستائش کا متمنی (بھی) نہ رہے (گا) (76/9) اور ایسا عمر بھر کیا جائے (گا) (3/101) اور اللہ کو دیا گیا قرضہ حُسنہ کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے (57/11,18)۔ اللہ تعالیٰ کی اس طرح مدد کرنے سے مراد اُس کے حتمی پروگرام **''نظامِ ربوبیت''** (نظامِ مصطفیٰ) کی شکل میں دین کی اقامت و استحکامت کیلئے اُمہ کا ثابت قدمی سے ہمہ وقت کوشش کرنا ہے جس میں مومن مرد و زن جو باہم رفیق اور دوست ہیں، وہ بطور لیڈر مخلوط حیثیت میں **'امر بالمعروف'** اور **'نہی عن المنکر'** جیسے امورِ مملکت کا (مل کر) فریضہ ادا کرتے ہیں اور پھر (3/100-5-10) خدا اُن کے ساتھ ہو جاتا ہے (8/66) اور ایسی فلاحی ریاست جس میں **'اقتدار'** تمام اُمت یعنی **'مرد و زن کی مشترکہ ملکیت'** ہو (3/109) تو ایسی ریاست یقیناً ماں کا کردار ادا کر کے صحت، تعلیم، روزگار اور انصاف جیسی بنیادی ضروریات ہر شہری کو بلا امتیاز مہیا کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔

(جاری ہے---P/23)

'سرگزشتِ اسلام' کی مانند سبھی اپنی ضرورت کا سامان اپنے پاس رکھ کر باقی ماندہ بیت المال میں جمع کروا دیں گے اور پھر زکوٰۃ، صدقات وخیرات جیسے مذکورہ بالا احکام پر مبنی **'عبوری اقدامات'** اٹھانے کی ضرورت باقی رہے گی اور نہ ہی کوئی زکوٰۃ لینے والا رہے گا اور یوں **جملہ ذی حیات کے رزق کی (جو) ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے (11/6) اُسے پورا کرنے کیلئے مومنین کی جماعت اللہ کی مددگار بن کر (61/14) اسلامی نظام متشکل کرکے پورا کرتی ہے، نا کہ اللہ آسمانوں سے اُتر کر آتا ہے اور جو اللہ کی مدد کرتا ہے اللہ اُس کی مدد کرتا ہے (47/7)** اور اس طرح نظامِ ربوبیت (نظامِ مصطفیٰ) کی یہ ذمہ داری اسلامی مملکت کے ذریعہ پوری ہوگی جس کے تحت حکمران اتنا باخبر ہوگا کہ دجلہ کے کنارے کوئی کتّا (یا بکری کا بچہ) بھی بھوکا نہیں رہ سکے گا اور ایسے حکمرانوں کی عزت لازم ہے (4/59) جن کے علاوہ ایسے " کسی انسان کی اطاعت جائز نہیں، اگر اس کے نتیجہ میں اللہ کی نافرمانی واقع ہوتی ہو"۔ **جبکہ ایسا حکمران جو اپنی مملکت کے ہر فرد کے حالات سے باخبر رہنے کا انتظام نہیں کرسکتا ہو اُسے حکمرانی کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا**۔ ایسے میں جو مالدار **مجوزہ نظام کی عملی برکات کی یقین دہانی تک** وسائل کی تقسیم کے خواہاں نہیں ہوں گے، وہ جائیداد کی نئ مخصوص کردہ حد نافذ ہونے تک اسمبلیوں کا نہ صرف حصہ نہیں ہوں گے، بلکہ اضافی ٹیکس دینے کی پابندی کے ساتھ مزید جائیداد بنانے سے بھی محروم رہیں گے۔

36- یہ کہ بلاشبہ مکمل اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے خاص و عام کی منظوری درکار نہیں ہونی چاہیے۔ تاہم مجوزہ اسلامی نظام بتدریج مختلف مراحل (Phases) میں نافذ کیا جاسکتا ہے تا کہ لوگ کسی خوف وحزن کے بغیر اسے آسانی سے اپنا کر عادی ہوسکیں اور یہ یقین کرلیں کہ مجوزہ نظام کے رائج ہونے میں سب کا تحفظ ہے۔ اس لئے تعزیروں کی بجائے تعبیروں والا **'اسلامی اجتماعیہ'** کا **''نظامِ ربوبیت''** (نظامِ مصطفیٰ) اور اس کے مکمل نفاذ سے قبل تک کیلئے **'عبوری بندوبست'** کے تحت **''بیدار پاکستان''** کے 'امدادِ باہمی کوپن اسکیم' کے نظریۂ ترغیب کے اچھوتے معاشی فارمولا سمیت صدقات وخیرات، فطرانہ وزکوٰۃ اور وراثت جیسے جملہ انفاق وجزیہ کے احکامات وضوابط پر عمل پیرا ہوکر معاشرے کو بتدریج نظامِ اجتماعیہ کی آخری منزل تک لے جایا جائے گا، تا کہ سودی کاروبار مکمل ختم ہونے سے اللہ اور اُس کے رسول کے خلاف شروع جنگ کا خاتمہ ہوسکے (2/79)۔

37- یہ کہ مجوزہ نظام کے رائج ہونے پر یقیناً صلوٰۃ وزکوٰۃ کا نظام عملی زندگی سے مطابقت پذیر ہوگا اور دینِ کامل کی عطا کردہ کتاب و سنتؐ کی حکمرانی سیاست، معیشت، تجارت اور سماجی زندگی کے ہر گوشے میں نظر آئے گی۔ نماز جیسے پانچ وقتہ تجدید عہد کی عمل پذیری جاگنے سے سونے تک پوری انسانی زندگی اور اس کے رسم ورواج پر یوں عملاً عیاں ہوگی کہ اقامتِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ سے حقیقتاً قوانین خداوندی کا اتباع ہوسکے گا اور عبادات اور روزے وہی نتائج دیں گے جن کے متمنی ہیں۔ ایسے میں نماز یقیناً برائیوں سے روکے گی (29/45) اور 'پڑھی' جانے والی موقتہ نمازیں **'قائم کردہ'** نظامِ صلوٰۃ کی صورت میں مومنین کی حکومت کے قیام کا باعث بنیں گی اور دن رات جاری رہنے کی روش کے حامل جرائم کے خاتمہ کیلئے کم ازکم نماز باجماعت کے وقت مساجد سے ملحقہ مقامی اکائیوں کے دفاتر میں پانچ وقت مقامی اسمبلی کے (غیر سرکاری) اجلاس ہونے سے چوبیس گھنٹے انصاف کے دروازے سب کیلئے کھلے رہیں گے جس سے ایسی سماجی فضا پیدا ہوگی کہ اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے تمام مردوزن قوانین خداوندی کے تابع نظامِ ربوبیت (نظامِ مصطفیٰ) کا اتباع کریں گے جس میں مؤقتہ نمازوں کے اجتماعات مومنین کی ساری زندگی پر محیط اقامتِ صلوٰۃ کے کامل ومکمل نظام کا ایک حصہ ہونگے جس سے قرآن میں باربار قیامِ صلوٰۃ اور ایتائے زکوٰۃ کا ایک ساتھ ذکر آنے کا مقصد پورا ہوجائیگا اور پھر ایسی نمازیں یقیناً برائیوں سے روکیں گی اور بانجھ نہیں رہیں گی اور نہ ہی آخرت میں منہ پر ماری جائیں گی۔

(جاری ہے---P/24)

38- یہ کہ اسلامی زندگی بلاشبہ اجتماعی اور عملی و مشترک ہوتی ہے جہاں اعمال کے نتیجہ میں مادی پیکروں کی حامل **دُنیاوی جنت مومنین کے متشکل معاشرہ کا نام ہے** جس کا تسلسل آخرت کی مشہود ہونے والی روحانی جنت ہے جس میں صلاحیتوں کے اعتبار سے اختلافِ مدارج کے ساتھ آسائشوں کا غیر طبقاتی ماحول ہوگا کہ ہر ایک کو تمام نعمتیں یکساں طور پر میسّر ہوں گی۔ اس لئے اِس فانی دُنیا کو عارضی ٹھکانہ اور مسافر خانہ سمجھنے کی بجائے ہم اپنی آنے والی نسلوں کیلئے اسے یوں تعمیر کریں کہ اس دُنیا کی تعبیر جنت کے مماثل لگے۔ ویسے بھی سورہ طٰہٰ میں ارشاد ہوا کہ ''ہم نے تمہیں زمین سے پیدا کیا، اُسی میں تمہیں گردشیں دے رہے ہیں اور پھر اُسی سے تم دوسری مرتبہ اُٹھائے جاؤ گے''۔ مزید فرمایا بیشک جہنمی یا جنتی اپنے اپنے اعمال کے لحاظ سے جہنم یا جنت میں ابدی طور پر رہیں گے جب تک زمین و آسمان باقی ہیں... (11/107-8)۔ اس لئے اس دُنیا کو جنت بنانے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ انسانی و قومی فرض اور ذاتی مفاد ہم آہنگ ہو جانے سے احتیاجات کا خاتمہ اور باہمی تعاون میں اضافہ ہو اور پھر **مال و زر اور بیوی بچے اجتماعی مفاد اور فلاح کے آڑے نہ آنے کی وجہ سے فتنہ نہیں کہلائیں گے**، بلکہ زر، زن اور زمین کی خشت و خون کی جنگیں بھی ختم ہو جائیں گی اور ایسے میں ''مال صدقۂ جان اور جان صدقۂ آبرو'' جیسی اقدار جنم لینے سے ایمان کے درجات میں اوّل درجہ پر کثرت سے عمل ہونے لگے گا۔

39- یہ کہ پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) کے مذکورہ بالا مجوزہ نظام کے تحت حسبِ ذیل فوری اور عوام دوست خوشگوار مثبت تبدیلیاں رونما ہو سکتی ہیں جس سے حقیقی معنوں میں فلاحی جمہوریت وجود میں آئے گی جسے انسان تلاش کر رہا ہے۔

ا۔ عوام نے بہت قربانیاں دے لیں۔ اب اشرافیہ، جاگیرداروں، سرمایہ داروں، بیوروکریٹس، ججوں، جنرلوں اور جرنلسٹوں کے قربانی دینے اور غریب و ناراض پاکستانیوں کی حکمرانی کا وقت آ گیا ہے۔

۲۔ مجوزہ نظام صدارتی طرز کا ہوگا جس میں ایک حد سے زائد دولت کے حاملین کی مٹھی بھر اقلیت انتخابات کی دوڑ سے باہر ہوگی اور حقیقتاً ایک پائی خرچ کیے بغیر RTS یا RMS جیسے سسٹمز کی عدم موجودگی میں مقامی سطح پر ہمہ وقت موجود رہ کر علاقہ اور لوگوں کے مسائل سے باخبر رہنے اور اہلیت پر پورا اُترنے والی عام غریب ترین شہریوں، خواتین اور خواجہ سراں جیسے محروم طبقات کی مستقل رہائش پذیر اکثریت انتخابات میں حصہ لے کر اقتدار کے ایوانوں (اکائیوں) کی کلید بن سکے گی اور طاقت کا محور بن کر اپنی قیادت خود کر کے اپاہج سیاست کا خاتمہ کر دے گی جس میں ظالم کو پناہ نہیں ملے گی اور مظلوم جبر اُظلم برداشت نہیں کریں گے اور مذکورہ محروم طبقات چادر اور چار دیواری کی حدود سے باعزت طور پر باہر نکل کر تسلسل کے ساتھ عمرانی و سماجی امور نمٹانے کے تجربات کے بعد ناقص العقل نہیں کہلائیں گے۔

۳۔ مروجہ نظام کے تحت بلدیاتی، صوبائی، قومی اور سینٹ کی صورت میں مقامی و قومی اور ضمنی سطح کے مختلف مراحل میں ہونے والے خونریز انتخابات میں وقت اور وسائل کا بے دریغ ضیاع ہونے کے برعکس مجوزہ سسٹم میں ایک ہی مرحلہ کے اندر پُرامن اور مفت الیکشن ہونگے۔

۴۔ اگر پُرامن طریقے سے ارتقائی مراحل کے ذریعہ متوقع تبدیلی کے راستے میں **الفائدہ گروپ** نے رکاوٹ نہ ڈالی تو یقین جانیے اُن سے بنگلے، کوٹھیاں اور جاگیریں چھینی نہیں جائیں گی بلکہ محروم طبقات کا معیار بلند ہونے سے اُن کے پاس بھی ایسی سہولتیں میسّر آ جائیں گی۔

(جاری ہے---P/25)

۵۔ ادنیٰ اور اعلیٰ کیلئے موجود ہمہ قسم دفتری اوقات کار کی تفریق اور چھٹیوں کے دوہرے معیار سمیت تمام امتیازی حیثیتوں کا خاتمہ ہوگا۔

۶۔ مجوزہ نظام میں خودکار طریقہ کار کے تحت ہر خاص وعام کا تمام ریکارڈ مرتب ہونے سے از خود احتساب کا عمل بغیر کسی دباؤ کے ہوتا رہے گا اور یکطرفہ احتساب کی ہرگز ضرورت نہیں پڑے گی اور نہ ہی عوام مختلف پارٹیوں اور گروہوں میں تقسیم ہوگی۔

۷۔ مجوزہ نظام کے نفاذ پر فلموں، ڈراموں، کرائم پیٹرول جیسے ٹی وی پروگراموں سمیت ادب وثقافت کے دھارے یکسر تبدیل ہوکر درست سمت اختیار کرلیں گے۔

۸۔ محبّ وطن یا غداری کی عمومی روایات دم توڑ جائیں گی اور اس نسبت الزامات عوامی اکائیوں کی وساطت سے نمٹائے جائیں گے۔

۹۔ لاکھوں کروڑوں روپے پارٹی فنڈز کے نام پر نہیں دینے پڑیں گے اور پارٹی ٹکٹ کا جھنجٹ بھی نہیں رہے گا۔ یعنی اس کیلئے عزت اور دولت قربان کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

۱۰۔ وسائل کی تقسیم نوع کو جنت کے مصداق بلا امتیاز خطوط پر استوار کیا جائے گا تاکہ کوئی بنیادی انسانی ضرورتوں سے محروم نہ رہے۔

۱۱۔ مجوزہ نظام میں نام نہاد مردم شماری کروانے یا ووٹر لسٹ بنانے کی فکر سے ریاست ہمیشہ کیلئے آزاد ہوجائے گی اور حقائق پر مبنی ہر چھوٹے بڑے مرد وزن کی پوری زندگی کے جملہ انفرادی وقومی اعمال نامے خودکار طریقہ کار کے تحت ایسے ہی مکمل وتیار رہیں گے جس طرح کہ روزِ قیامت کو ہر انسان کا اعمال نامہ کتابی شکل میں اُس کے گلے میں لٹکا ہوگا جس سے ووٹ رجسٹر کروانے یا نامزدگی فارمز میں کچھ چھپانے کی قطعاً ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ کیونکہ سب کچھ پہلے سے ہی مرتب ہورہا ہوگا اور اس طرح گوشوارے مکمل رہنے سے پانامہ جیسے المناک واقعات بھی جنم نہیں لیں گے۔

۱۲۔ **Divide & Rule** کی بجائے **Unite & Rule** کا اصول اپنا کر مجوزہ **یک جماعتی نظام** میں عوام کو قوم بنانے کی خاطر ایک منظّم تنظیمی ڈھانچے میں تسبی کے دانوں کی مانند اتحاد ویکجہتی کی نہ ٹوٹنے والی لڑی میں پرو دیا جائے گا جسے توڑنے کی اندرونی وبیرونی تمام سازشیں اور کاوشیں ناکام ہوں گی اور ایسے میں کوئی آمر شب خون مارنے کی بیوقوفی وجرأت نہیں کر پائے گا کیونکہ قوم مختلف گروہوں اور خانوں میں بٹی نہیں ہوگی۔ بلکہ سیسہ پلائی دیوار کی مانند متحد ہوگی۔

۱۳۔ **ذمہ دار عملی سیاست** میں مردوں کے مساوی خواتین کو بھی باعزت طور پر قانون سازی کی نسبت حق حکمرانی دے کر **اختیار** کا حامل **اقتدار** دیا جائے گا کہ دونوں ہم پلہ حیثیت میں اپنے اچھے اور بُرے کا فیصلہ کرنے کے قابل ہوسکیں۔

۱۴۔ تمام شعبہ ہائے زندگی میں تنظیم سازی (یونینز) کی بحالی کا آغاز ہوگا جو تخریب کی بجائے قومی پالیسیوں کی تشکیل میں معاون ہوں گی۔

۱۵۔ امارت وحکمرانی خود مانگنے والے کو قطعاً (موقع) نہ دے کر مسخرے انداز کی مروجہ سیاست کا فوری خاتمہ کیا جائے گا جس سے ہڑتالوں، جلسے جلوسوں اور نعروں کے خاتمہ سے دعوتِ فکر وعمل کا انقلاب برپا ہوگا جو قوم کی تعمیر کا سبب بنے گا۔

(جاری ہے---P/26)

۱۶۔ مجوزہ نظام میں بے وسیلہ مردوزن کو گزارہ الاؤنس دے کر اُن کی بنیادی محرومیاں دور کی جائیں گی تاکہ فکرِ معاش سے آزاد ہونے کے سبب اوائل عمری میں بروقت شادی بیاہ کے عائلی مسائل حل ہونے سے خواتین اور بچوں کے ساتھ جنسی تشدد کے واقعات اور قحبہ گری جیسی سماجی لعنتوں کی نہ صرف اصلاح ہوگی بلکہ خواتین کی قرآن سمیت ضعیف العمر مردوں کے ساتھ بے جوڑ اور زبردستی شادیوں اور اولادِ نرینہ کے حصول کی جنونیت کا خاتمہ ہوگا۔ مساوی حقوق سے احترامِ انسانیت کے ہالے وجود میں آئیں گے۔ پاکستان آفیسرز ویلفیئر اسٹیٹ کی بجائے فلاح عامہ کی ریاست کا روپ دھارنے سے خود احتسابی کا لاجواب اجتہادی نظام وجود میں آئے گا۔

۱۷۔ چرند پرند کے جنسی جذبہ کو مخصوص موسم اور وقت پر بیدار کر کے فطرت نے ان کی ازخود تحدید کر دی ہے، جس کے برعکس افزائشِ نسل کی نسبت صاحبِ ارادہ انسان کو حالات و واقعات کی مناسبت سے پورا اختیار دے کر بہت بڑی گنجائش سے نوازا گیا ہے جس کے تحت خاندانی منصوبہ بندی عمل میں لا کر ضبطِ ولادت میں حائل اور جنسی اشتعال دلانے والے اسباب کا خاتمہ کر کے عقل و شعور کے بغیر بلا سوچے سمجھے ایسے کسی بھی فعل کو جاری رکھنا (اسلامی) اخلاقیات کے منافی قرار پائے گا۔

۱۸۔ **دہشت گردی کی محرک معاشی ناہمواری** کے خاتمہ کیلئے فاضلہ دولت و جائیداد کو فرد واحد کے پاس نہیں رہنے دیا جائے گا۔ تاکہ مجوزہ نظام کے نفاذ پر طمع نفسانی مفقود ہونے پائے گی۔ پیداواری تقسیم رسد و طلب کی بجائے عدل و احسان پر ہوگی۔ بلاسود معیشت کے نفاذ کی عملی کوشش سے نظامِ ربوبیت کا خواب پورا ہوگا جس سے زکوٰۃ، صدقات و خیرات جیسے جملہ عبوری اقدامات اُٹھانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی جو یقیناً آئین کے **آرٹیکل 38** کی تکمیل ہوگی جس سے سود کا خاتمہ، بیروزگاری الاؤنس ترسیل، آجر اور اجیر، مزارع اور زمیندار کے مابین حقوق کی منصفانہ تقسیم ہونے سے **آرٹیکل 37** پر بھی ازخود عمل ہونے سے سماجی انصاف کا فروغ اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ ممکن ہوگا۔

۱۹۔ ملک کے تمام چوک، قصبوں اور شہری علاقوں کی خود مختار مقامی اکائیوں کو فیکس وانٹرنیٹ جیسی جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ یوں مربوط انداز میں ملک گیر سطح پر باہم منسلک کیا جائے گا کہ اغواء شدگان کی بازیابی یا جرائم پیشہ و اشتہاری افراد کی فوری برآمدگی لمحوں میں ممکن ہو سکے گی۔

۲۰۔ **وحدتی ریاست کے سماج اور اداروں کو غیر طبقاتی بنانے کیلئے مخصوص تعلیمی معیار کے ساتھ محکمانہ بھرتی ابتدائی (نچلے) عہدہ سے ہوگی جو قابلیت و کارکردگی کی بنیاد پر بالائی عہدے پائیں گے۔**

۲۱۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں صوبائیت پرستی، لسانی و قومیت کی بنیادوں پر قوم کو تقسیم در تقسیم اور اشرافیہ کی بالادستی قائم کرنے والے موجودہ صوبے، پارٹیاں اور اداروں کا صوبائی ڈھانچہ یکسر ختم کر کے ایک نظریہ کی حامل وفاقیت و آفاقیت کو فروغ دیا جائے گا۔

۲۲۔ نظام خداوندی کے اتباع سے متشکل معاشرہ کی صورت میں یہی دُنیا ہی جنت کی نظیر ہوگی جہاں انتہاؤں میں معلق سماج کی بجائے ایک نارمل فطری ماحول ہوگا جس میں بے جا خرچہ و شاہانہ نمود و نمائش کے اِترانے پر مکمل پابندی ہوگی۔ سائیکل اور پبلک ٹرانسپورٹ کے استعمال کو اوّلین ترجیح دی جائیگی۔

(جاری ہے۔۔۔P/27)

۲۳۔ مجوزہ نظام کے نفاذ سے مقتدر حلقوں کے گروہی و انفرادی مفادات کا خاتمہ ہوگا اور اجتماعیت کو فروغ ملے گا۔یعنی انفرادی کی بجائے اجتماعی قیادت وجود میں آئے گی۔کوئی فرد واحد لیڈر رہوگا اور نہ ہی اُن کے سحر میں مبتلا ہو کر غلامانہ و خوشامدانہ انداز اپنانا پڑے گا اور یوں عوام جہاں ملکی اشرافیہ سے چھٹکارا پا کر صاحب اختیار ہوں گے، وہاں حکومتیں اور حکمران بھی بین الاقوامی شکنجے اور غلامی سے آزاد ہو پائیں گے جس سے ہمہ قسم داخلہ وخارجہ، یکساں نظامِ تعلیم، اسلامی تقاضوں پر مبنی جدید اقتصادیات وعمرانیات اور زراعت وحرب سے متعلقہ ملکی پالیسیاں اور قانون سازی کا عمل کسی دباؤ کے بغیر عوامی رائے سے ہی مکمل ہوگا۔

۲۴۔ تبدیلی کا کوئی بھی عمل عوامی شرکت کے بغیر مکمل نہیں ہوگا اور داخلہ وخارجہ کی بالخصوص ملکی پالیسیاں دخل درمعقولات کے بغیر صرف اور صرف عوام کے ذریعہ تشکیل پانے سے حکمران بھی عالمی طاقتوں کی بلیک میلنگ سے محفوظ رہیں گے۔

۲۵۔ فطری تقاضوں کو بروئے کار لانے کیلئے کھیل کُود اور ورزش جیسی تعمیری سرگرمیوں اور صحتمند تفریحات کو زندگی کا معمول بنا کر معاشرے کا جزوِ خاص بنایا جائے گا۔

۲۶۔ اکائیوں کی زیرِنگرانی ملک کے اندر ہر اکائی کی سطح پر سابقہ ماہرین وکھلاڑیوں کی سرپرستی میں تمام کھیلوں پر مشتمل اکیڈمیاں اور کلب بنا کر مقامی، ضلعی وقومی سطح پر ہمہ جہت مقابلے منعقد کروا کر عالمی سطح کے حقیقی کھلاڑیوں کا چناؤ عمل میں لایا جائے گا۔

۲۷۔ اکائیوں کی حدود میں مہمان خانے، تعلیمی وفلاحی سہولتیں، ہسپتال، ضعیف العمر مرد وزن اور بچوں کیلئے اولڈ ایج ہومز/ دارالامان اور دارالاطفال قائم کیے جائیں گے۔عوام کا سلسلہ وار میڈیکل چیک اَپ کروانے سمیت تمام شہریوں کی میڈیکل ہسٹری اور بلڈ گروپ وغیرہ کا اَپ ٹو ڈیٹ ریکارڈ ہر دم تیار رکھا جائے گا۔

۲۸۔ مجوزہ طریقہ انتخاب رائج ہونے پر حلقہ بندیوں کے موجودہ تنازعات دم توڑ جائیں گے۔ووٹرز نمائندوں کا انتخاب کرنے کے ساتھ ساتھ قومی مسائل پر بھی رائے زنی کے قابل ہوں گے جو اصل میں مجوزہ جمہوریت کا مقصود ہے۔

۲۹۔ مجوزہ نظام پر بتدریج عمل ہونے سے ملکی اور عالمی امن ایجنڈے کی تکمیل ہوگی جو قرآن کے آفاقی وعالمگیر نظریہ کی تائید ہی نہیں بلکہ آئین کے آرٹیکل **40** کی تکمیل بھی ہوگی جس کے تحت ملکی وبین الاقوامی امن قائم ہونے کی نوید سنائی گئی ہے۔

۳۰۔ **عبادات کی عملی زندگی سے تطبیق پیدا کر کے برائیوں کا عملاً خاتمہ کیا جائے گا** تاکہ حقیقی معنوں میں بھائی چارے اور یکجہتی کی فضا پیدا ہو سکے۔

۳۱۔ تمام مقدمات پہلے عوام کی عدالت میں سماعت کیلئے پیش ہوں گے جس کا فیصلہ بھی عوام ہی کریں گے جن کی اپیل ضلع کی ایک سے زائد ممبران پر مشتمل عدالت میں ہو سکے گی جس کے ممبران مقدمہ کی نوعیت کے لحاظ سے مقرر ہوں گے۔یعنی نفسیاتی بنیادوں پر خودکُشی، قتل یا ڈاکہ زنی جیسے کیسوں کے مطابق جج کے ساتھ ماہر نفسیات، معاشیات، عمرانیات یا عالمِ دین وغیرہ میں سے ممبران مقرر کیے جائیں گے۔

(جاری ہے---P/28)

۳۲۔ زمین جیسے رزق کے سرچشمے عطیہ قدرت ہیں جنہیں **محنت میری رحمت تیری** سے مشروط کر کے قرآنی معاشرہ کی تحویل میں رکھا جائے گا، تا کہ معاشرہ کو جنت نظیر بنایا جا سکے۔قوتِ کاشت سے زائد مقررہ یونٹس پر مشتمل اراضی مستحق اور محنت کشوں میں ملکیت کی بجائے کاشتکاری کیلئے ریٹائرمنٹ کی عمر تک کیلئے قبضہ میں دی جائے گی۔کاشتکار مخصوص عمر کی حد کے بعد ریٹائرڈ ہو کر پنشن پائے گا جس کے زیر قبضہ اراضی آگے کسی دیگر مستحق فرد کو منتقل کر دی جائے گی۔دیہاتوں کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت زرعی شہر بنا کر وہاں متعلقہ صنعتکاری کی جائے گی اور غیر پیداواری یونٹس کو بھی کوآپریٹو فارمنگ کے ذریعہ کارآمد بنا کر بے روزگار کاشتکاروں کو حصہ دار بنایا جائے گا اور ایسی اصلاحات سے سیاست، زراعت اور صنعت کا گٹھ جوڑ ختم ہو کر فیوڈل کلچر اور پیری مریدی بھی ختم ہو گی۔

۳۳۔ مسجد کو ایمان ویقین کی تجدید کا گہوارہ اور ائمہ کو کائنات پر تفکر کے قابل بنایا جائے گا۔

۳۴۔ ووٹ ایک شہادت ہے جس کی شرعی حیثیت بحال کر کے ووٹ کو گِنا نہیں بلکہ تولا جائے گا۔

۳۵۔ اقتدارِ اعلیٰ تمام باشندوں کی مشترکہ ملکیت ہو گا۔حکومت کرنا فرد یا پارٹی کی بجائے پوری اُمت کا اجتماعی فرض ہو گا۔

۳۶۔ مجوزہ نظام میں انشاءاللہ وردی اور بغیر وردی والوں کو خشت وخون کے حامل مخصوص مقاصد کیلئے عمل میں لائے گئے نیشنل ایکشن پلانز اور جعلی پولیس مقابلوں کے مواقع نہیں مل سکیں گے۔

۳۷۔ بینکوں کی حیثیت قرض خواہ کی بجائے جوائنٹ سٹاک کمپنی کی مانند حصہ دار اور نگرانوں کی سی ہو گی۔

۳۸۔ مجوزہ نظام کے نفاذ پر ملک بھر سے تمام بالواسطہ وبلاواسطہ ٹیکسوں کا خاتمہ ہو گا۔

۳۹۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کو ترقی دے کر پیداواری قوت کو اس قدر بڑھائے جائے گا کہ شہریوں کی روزمرہ کی ضرورتیں باآسانی پوری ہو سکیں گی۔

۴۰۔ انسانی وقومی فرض کو ذاتی مفاد سے ہم آہنگ کیا جائے گا تا کہ مخاصمت کا خاتمہ ہو اور معاشرہ کے افراد اُجرتی بننے سے محفوظ رہیں۔

۴۱۔ قرآن کی ہدایت کے مطابق تعین شدہ منزل کی طرف قدم اُٹھانا ہی اسلام اور نظریۂ پاکستان ہے جس کے برعکس نظام (دین) اختیار کرنا مرد ودیت ہے۔

۴۲۔ مجوزہ نظام میں معاشرتی کیفیت جنت کا نعم البدل ہو گی جس میں نجی ملکیت بے معنی ہو جانے سے سرمایہ داری نظام جڑ سے کٹ جائے گا۔

۴۳۔ میڈیا کی حقیقی نمائندگی ہر اکائی کی سطح پر یقینی بنائی جائے گی۔

۴۴۔ دیہی وشہری اکائیوں کے باہم دورے کروائے جائیں گے تا کہ ثقافتی تفاوت ختم ہو سکے۔

۴۵۔ تعلیمی اداروں کا کردار ساز ماحول پیدا کر کے عقل وشعور کی فصل کاشت کی جائے گی۔

(جاری ہے۔۔۔P/29)

۴۶۔ یکساں نظامِ تعلیم رائج کر کے بیک وقت دینی ودُنیاوی تعلیم دی جائے گی اور قومی زبان اور لباس کو رواج دیا جائے گا۔

۴۷۔ اکائیوں کے ممبران کو عوام کسی بھی وقت حق بازطلبی کے ذریعہ برطرف کر سکیں گے۔

۴۸۔ عہدے حق کی بجائے ذمہ داری اور کارکردگی سے مشروط ہوں گے۔

۴۹۔ تعمیرات اُفقی کی بجائے عمودی ہوں گی تاکہ آنے والی نسلوں کیلئے اراضی کا ضیاع روکا جاسکے۔

۵۰۔ عملی ومشترک اسلامی زندگی اپنائی جائے گی جس میں پڑھی جانے والی نمازیں پوری زندگی اور رسم ورواج پر اثر انداز ہوں گی۔

۵۱۔ تنخواہوں اور سہولیات میں موجود تفاوت کو اعتدال میں لایا جائے گا۔

۵۲۔ ہر مرد وزن کو مخصوص عرصہ کیلئے عسکری تربیت لازمی دی جائے گی۔

۵۳۔ ہر اکائی کی سطح پر لائبریریاں قائم کر کے اسلامی تاریخ، قرآن واحادیث اور روایات پر مبنی کُتب تک شہریوں کی رسائی ممکن بنائی جائے گی۔

40- یہ کہ انفرادی حالات کے پیشِ نظر سردست بذریعہ ڈاک اپیل ہذا پوسٹ کرنے کے علاوہ کوئی متبادل اور مؤثر دادرسی (Efficacious Remedy) موجود نہ ہے جس کے تحت مفاد عامہ کی نسبت آئینِ پاکستان میں دلائی گئی یقین دہانی کے باوجود اسلامی نظام کا نفاذ پارلیمان کرنے میں ہنوز مکمل طور پر ناکام ہیں اور ملک اس کے مزید التواء کا متحمل نہیں ہوسکتا جس کیلئے ہنگامی بنیادوں پر نمٹائے جانے کیلئے ہم سب کو بحیثیت مجموعی اپنے اپنے دائرہ اختیار کے تحت متحرک ہونے کی التماس کی جاتی ہے۔ جبکہ صدر مملکت آرڈیننس جاری کر سکتے ہیں اور عدلیہ بھی اپنے دائرہ سماعت کے تحت اس نسبت مناسب احکامات صادر فرما سکتی ہے۔ تاکہ آئین کے آرٹیکل (6)48 کے تحت **"ہاں یا ناں"** کی صورت میں عوامی رائے زنی سے پاکستان تحریک اِجتہاد (پی ٹی آئی) کے مجوزہ نظام کا نفاذ ممکن ہوسکے۔

استدعا۔۔۔PRAYER

انتہائی ادب واحترام کے ساتھ درخواست گزار حضور سے دست بستہ ملتمس ہے کہ اپیل ہذا (رٹ پٹیشن) کی ضمنات بِالا کی روشنی میں حاصل اختیارات وفرائض کے تحت پوری شان وشوکت کے ساتھ ہمدردانہ شفقت فرماتے ہوئے انفرادی واجتماعی کاوشیں، اقدامات اور تاریخی رہنمائی وفیصلہ صادر فرمائیں کہ؛

1- رٹ پٹیشن ہذا کے ذریعہ پیش کردہ دلائل کی روشنی میں **''نظریۂ پاکستان''** اور مفاد عامہ سے متعلق بیان کیے گئے محولہ بالا مسائل اور اُن کے فوری حل کیلئے **اسلامی نظام** پر مبنی ''پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی۔ٹی۔آئی)'' کا مجوزہ **''یک جماعتی نظام''** رائج کیا جانا لازم ہے جس کیلئے عوامی سطح پر منظّم کاوشوں سمیت حضور انصاف کے تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے آئینِ پاکستان کے متذکرہ بالا **آرٹیکلز** کی رو سے بالعموم اور **آرٹیکل (6-7) 48** کے تحت بالخصوص وضع کردہ طریقہ کار پر عمل کروائے جانے کا حکم صادر فرمائیں، تاکہ عوام **استصواب رائے** کے ذریعہ **ہاں یا ناں** کی صورت میں اپنے ماضی کی اصلاح کر کے مستقبل کا فیصلہ کر سکیں۔

(جاری ہے۔۔۔P/30)

2- آئین پاکستان کے آرٹیکل 48(6) کے تحت **عوامی استصواب رائے** کیلئے عدالتِ عظمیٰ اگر ضروری و مناسب خیال کرے تو **آرٹیکل 184(3)** کے تحت خصوصاً اسلامی نفاذ کے حوالہ سے عوامی اہمیت کا کوئی (بھی) سوال درپیش آنے پر استقراری نوعیت کا حکم صادر فرما سکتی ہے اور اسلامی نظام کے نفاذ کے بنیادی حق کیلئے صدر مملکت کو ضروری مشاورت مہیا کر کے دفعہ D-203 میں ذکر کردہ ہیئت ہائے مجاز کو متحرک کر سکتی ہے جو ہنوز **نظریۂ پاکستان** کے مقاصد کی تکمیل اور **نظامِ اسلام** کے نفاذ کے عوامی مطالبہ کو پورا کرنے میں ناکام رہی ہے۔

3- یہ کہ **ایکٹ 2017ء** میں بالخصوص دو لاکھ روپے کی شرط لاگو کر کے صرف مالداروں ہی کو سیاسی میدان میں قیادت کرنے کا موقع دیا گیا ہے، تاکہ غریب عوام محض ووٹ ڈالنے تک محدود رہ جائیں۔ جبکہ صوبائی اور قومی اسمبلیوں کے اُمیدواروں کی پانچ اور دس ہزار روپے سے بڑھا کر بیس اور تیس ہزار روپے فیس نافذ کر کے غریبوں کیلئے ایوانوں کے دروازے ہمیشہ کیلئے بند کر دیئے گئے ہیں۔ یہ ایک امتیازی اور کالا قانون ہے جو صرف اور صرف اشرافیہ کی نمائندہ برسر اقتدار پارٹیوں کی ملی بھگت کا شاخسانہ ہے جنہوں نے اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کی خاطر غریب عوام کو ملکی سیاست سے عملاً باہر کرنے کیلئے لاکھوں روپے کی ادائیگی کے ساتھ سیاسی پارٹی رجسٹریشن کروانے جیسی امتیازی شقیں منظور کی ہیں جسے بدقسمتی سے عدلیہ نے بھی برقرار رکھا ہے جو آئین پاکستان سے متصادم ہونے کے ناتے قابلِ نظرِ ثانی ہے۔ کیونکہ ایسے امتیازی قوانین کے ذریعہ ہر شعبہ میں موجود اشرافیہ اپنے مفادات کے حق میں پالیسیاں اور قوانین بنا کر غریب عوام کا استحصال کرتے رہیں گے اور غریب عوام محض ووٹر ہی رہیں گے جس پر جملہ مسئول علیہم میں سے کسی نے بھی عملاً اپنی حیثیت کے مطابق کسی قسم کی پیشرفت یا احتجاج ریکارڈ کروانے جیسے اقدامات نہ اُٹھا کر غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے جن کا محاسبہ و جواب طلبی کی جانی **اسلام** اور **نظریۂ پاکستان** کی رو سے قرینِ انصاف ہوگی۔ بصورت دیگر اس میں ہم سب ملوث تصور ہوں گے۔

4- درخواست ہذا کی نسبت مفاد عامہ کیلئے حضور جو مزید مناسب اقدامات و احکامات صادر فرمانا چاہیں قرینِ انصاف و قابل ستائش ہوگا اور اس مہربانی و شفقت فرمائے جانے پر نہ صرف درخواست گزار ہمیشہ کیلئے ممنون و دعاگو رہے گا بلکہ پوری قوم کے ساتھ ساتھ مسلم اُمہ بھی رہتی دُنیا تک پیش رفت کرنے والے (والوں) کی احسان مند ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کیلئے آسانیاں پیدا فرمائے۔ آمین۔

"Lets Unite & Save Pakistan for Making Strong Nation as well Muslim Ummah and Humanity"

متمنیٔ پیشرفت:

مورخہ: 14-08-2018

الطاف حسین انور (ساقی) :

بانی وصدر: پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) / **Pakistan Tehreek-e-Ijtihad(PTI)**

صحافی و مُصنّف: (i)- ''کیا یہ ممکن ہے؟'' (ii)- ''MBCS سسٹم اور اسلامی معیشت کے خدوخال'' (iii)- ''عائلی زندگی کے اسرار و رموز'' (زیر تکمیل)

رابطہ نمبرز : **0333-305-312-345-320-2880393** ، رہائش فون/فیکس نمبر : **044-2880393**

خط و کتابت کا پتہ : 13-C، سول ایریا اوکاڑہ چھاؤنی، پاکستان : **13-C, CIVIL AREA, OKARA CANTT.(PAKISTAN)**

ای میل: **altafsaqi@gmail.com** ، پاکستان تحریکِ اجتہاد (پی ٹی آئی) کی ویب سائیٹ : **www.ijtihad.org.pk**

ایسا نہیں کہ مجھ میں کوئی عیب نہیں
مگر اتنا کہوں گا کہ مجھ میں کوئی فریب نہیں